www.emarsiya.com

مرثیہ درحال حضرت امامِ حسین وحضرت عباس علیہما السلام (بند ۲۵۸)

دعبلِ ہندنواب مولانا سیدفرزندحسین ذاخرؔاجتہادی

(۱)

تزئینِ بزمِ دہر ہے ضو مہر و ماہ کی
ہے اک سے نور ایک سے قوت نگاہ کی
قبضے میں سلطنت ہے سپید و سیاہ کی
روشن نشانیاں ہیں کسی جلوہ گاہ کی
پر ضو چراغ کر دیئے لیل و نہار کے
رخ پر کسی حسیں نے تصدّق اُتار کے

(۲)

دن پر کوئی فدا تو کوئی ہے نثار شب
اک سے فضائے روز ہے اک سے بہارِ شب
مالک کوئی ہے دن کا کوئی ورثہ دارِ شب
اک تاجدارِ روز ہے اک شہریارِ شب
بیٹھے ہوئے عمل ہیں ہر اک بادشاہ کے
جاری ہیں سکّے آٹھ پہر مہر و ماہ کے

(۳)

ہے دورِ مہر و ماہ میں آفت کا انقلاب
ٹھنڈک کسی ضیا میں، کسی ضو میں التہاب
گویا یہ کہہ رہا ہے ہر اک نور کا شباب
سوزش میں بےعدیل، برودت میں لاجواب
ہیں دو مثالیں حسن، عدیم المثال کی
تصویر ایک رحم کی، اک ہے جلال کی

(۴)

دونوں ہیں سرد و گرم پہ مشغولِ اہتمام
اک مہر باکمال ہے اک ہے مہِ تمام
قدرت سے ملتی رہتی ہے توقیرِ صبح و شام
دن کا کوئی رسولِؐ کوئی رات کا امام
کرتا ہے صاف صاف ہر اک کی ثنا کوئی
شمس الضحیٰ کوئی ہے تو بدرالدّجیٰ کوئی

(۵)

گردوں پہ مہر و ماہ کے شُہرے ہیں دور دور
یکساں ہے شرق وغرب تک افلاک سے مرور
اللہ نے دلوں میں ودیعت کئے ہیں نور
چہروں کے آئینوں میں امانت ہے برقِ طور
شکلیں فلک پہ کہہ رہی ہیں مہر و ماہ کی
مخفی تجلّیاں ہیں کسی جلوہ گاہ کی

(۶)

گردوں پہ جن کا حسن نرالا ہے وہ حسیں
گودی میں جن کو ناز نے پالا ہے وہ حسیں
خود نور جن کے چہروں کا ہالا ہے وہ حسیں
اللہ جن کا دیکھنے والا ہے وہ حسیں
ہیں وہ کہاں محل جو کسی دل کو شک کے ہیں
تا بندہ نجم قسمتِ اہلِ فلک کے ہیں

www.emarsiya.com

(۷)

مستِ شرابِ حسن ہیں خورشید و ماہتاب
ضو دینے والے رخ ہیں زمانے میں لاجواب
پہلے فلک کا اُلٹے ہوئے ہے کوئی حجاب
ہے کوئی چار پردوں کے پھاڑے ہوئے نقاب
قوت نظر کو چاہئے دیدارِ حُسن میں
دو نور بے حجاب ہیں بازارِ حسن میں

(۸)

تاثیرِ مہر و ماہ نگاہوں سے پوچھئے
اس گرم و سردِ دہر کو آہوں سے پوچھئے
ضو کس کی تامحل گئی شاہوں سے پوچھئے
یہ کس کی جلوہ گاہ ہے راہوں سے پوچھئے
رفرف کا راستا ہے کہ دوشِ رسولؐ کا
احمدؐ کا ہے یہ اوج کہ زوجِ بتولؑ کا

(۹)

یہ تو سمجھ چکے ہیں کہ دو رخ ہیں لاجواب
قدرت کی دو ضیائیں ہیں گردوں پہ انتخاب
کھلتا نہیں ہے حال تو بے حد ہے اضطراب
منسوب کس سے مہر ہے اور کس سے ماہتاب
اہلِ جہاں میں دھوم ہے ہر جلوہ گاہ کی
دو چہروں پہ نقاب ہے خورشید و ماہ کی

(۱۰)

تابندگیٔ مہر میں صورت نما ہے کون
آنکھیں نہ جس کو دیکھ سکیں وہ ضیا ہے کون
دستِ شعاع کو سبب مدعا ہے کون
قدرت کہے تو سمجھیں کہ شمس الضحیٰ ہے کون
اک ہو تو دل کہے کہ یہ بجلی ہے طور کی
دو شکلیں سامنے ہیں برابر کے نور کی

(۱۱)

جلوے نے کس کے برق سرِ طور کردیا
کس بادشاہ نے شہِؑ جمہور کردیا
کس رخ کی چھوٹ نے ہمہ تن نور کردیا
پائے ہوئے جمال نے مغرور کردیا
کس رخ پہ ہم نثار ہیں آہیں سمجھ گئیں
ضو کی نقاب اُلٹ کے نگاہیں سمجھ گئیں

(۱۲)

ظاہر کسی کا حُسن ہے پردا کسی کا ہے
جلنا کسی کے دل کا تماشا کسی کا ہے
سینے میں کھولتا ہوا دریا کسی کا ہے
کہتی ہے دل کی آگ کہ شیدا کسی کا ہے
چہرے پہ صاف نقش کسی پُر اثر کے ہیں
وہ نامرادیاں ہیں جو چھالے جگر کے ہیں

(۱۳)

ضو سے چمک رہا ہے سنہرا نگیں کوئی
سیّاحِ شرق و غرب ہے گوشہ نشیں کوئی
زینت میں محو رہتا ہے دن بھر حسیں کوئی
اس آئینہ میں دیکھ رہا ہے جبیں کوئی
تا حشر اس جمال کا پردا نہ جائے گا
چہرے کے سامنے سے ہٹایا نہ جائے گا

(۱۴)

گردش فلک پہ مہر کو قلبِ حزیں نے دی
تاثیرِ سوز عشق رخِ آتشیں نے دی
بڑھتی ہوئی ضیا کسی پردہ نشیں نے دی
کہتا ہے کوئی نورِ تجلّی ہمیں نے دی
دل لاکھوں اپنے حسن سے تڑپائے جاتے ہیں
صدقہ جنہیں ملا ہے وہ اترائے جاتے ہیں

www.emarsiya.com

(۱۵)

مخفی یہ جس کے رخ کا اشارا ہے کیا وہ نور
جو بحرِ حُسنِ خلق کا دھارا ہے کیا وہ نور
عرشِ اللہ کا جو ستارا ہے کیا وہ نور
خود ذات کبریا کو جو پیارا ہے کیا وہ نور
باطن میں ہے قریب تو ظاہر میں دور ہے
آخر یہ کس حسین کے چہرے کا نور ہے

(۱۶)

آواز دی یہ مہر نے ہاں ہاں وہی ہوں نور
ہے جو ازل سے دست و گریباں وہی ہوں نور
تھے جس سے غش میں موسیٰ عمراں وہی ہوں نور
جس نور پر خدا بھی ہے نازاں وہی ہوں نور
عزت عطا فلک پہ ہوئی سرمدی مجھے
حق نے دیا ہے نورِ رخِ احمدیؐ مجھے

(۱۷)

ہے فخر ادھر یہ مہر کو نازاں اُدھر ہے ماہ
قرباں مرے جمال پہ عالم کی ہے نگاہ
میرے کمالِ حُسن پہ ذات اس کی ہے گواہ
وہ کس کا آستاں ہے جو ہے میری سجدہ گاہ
مشکل کو سہل کرتا ہے یہ عشق کرب میں
کعبہ کو دیکھتا ہوا جاتا ہوں غرب میں

(۱۸)

یوں میرا رخ کئے ہیں زمیں آسماں پسند
ہو جیسے حور کو گلِ باغِ جناں پسند
چہرے کی ضو ہوئی ہے کہاں سے کہاں پسند
وہ نور کیا، کریں جسے اہلِ جہاں پسند
دنیا تمام کب ہے خریدارِ مصر میں
یہ حُسن یوسفی نہیں بازارِ مصر میں

(۱۹)

وہ کیا جمال رخ جو کہیں ہو کہیں نہ ہو
روشن زمیں تو ضو سے ہو، چرخِ بریں نہ ہو
میں جس پہ ہوں نثار وہ میرا حسیں نہ ہو
پھر چمکے برقِ طور جو دل کو یقیں نہ ہو
حد کی ترقیاں ہوں اگر امتحان میں
اک نور کا تتق ہو زمیں آسماں میں

(۲۰)

کچھ بھی مقابلہ کی دلوں کو اگر ہو تاب
چاہے جسے خدا وہ جہاں میں ہو کامیاب
ہوں جن کے جن کے حسن زمانہ میں لاجواب
آئیں وہ اپنے رخ سے ہٹائے ہوئے نقاب
لے امتحاں کوئی تو تمنا کوئی بنے
بجلی کوئی جمال، تو موسیٰؑ کوئی بنے

(۲۱)

دل امتحانِ حُسن پہ مائل کوئی تو ہو
اس جلوہ گاہِ خلق میں داخل کوئی تو ہو
دنیا کی رات کا مہِ کامل کوئی تو ہو
زلفیں ہٹا کے رخ سے مقابل کوئی تو ہو
ہو کیوں حیا سے رخ پہ حجاب آستین کا
چمکے فلک کی طرح ستارہ زمین کا

(۲۲)

ہو امتحاں اگر تو بڑھے اور حوصلہ
ہر جنس اپنا اپنا سمجھ لے گی فیصلہ
میں صاحبانِ حُسن کا دیکھوں تو ولولہ
زلفوں کا شب سے رخ کا ہو رخ سے مقابلہ
بڑھ جائے مجھ سے جو وہ نرالا حسین ہے
کہہ دے گی رات گیسوؤں والا حسین ہے

www.emarsiya.com

(۲۳)

حالانکہ مجھ پہ حسن کرے گا نہ کامیاب
ناکارہ وہ بھی ہے جو زلیخا کا ہے شباب
پیشِ نظر ہے حضرتِ مریمؑ کا انتخاب
وہ کون ہے حسیں جو مرے رخ کا دے جواب
دیکھا جسے کلیم نے وہ برق طور ہوں
بنتِ اسد کے بطنِ مبارک کا نور ہوں

(۲۴)

پایا کبھی جو نقص ملا اور دل کو چین
اس معجزہ کی دھوم ہوئی تا بہ مشرقین
شق القمر سے کم نہ ہوئی ضو کی زیب و زین
دو ہو کے ہوگیا میں شہیدینِ عادلین
کچھ اور شان بڑھ گئی زوجِ بتولؑ کی
حیدرؑ کی طرح میں نے مدد کی رسولؐ کی

(۲۵)

ضو میری مہرِ چرخ سے گو کم ہنوز ہے
خورشید کی جہاں میں ضیا حُسن سُوز ہے
مجھ سے سوا تجلّیِ عالم فروز ہے
حاکم میں رات کا یہ شہنشاہِ روز ہے
حق کی عطا سے حسن کی منزل تجھی تو ہے
اپنے کمال حسن میں کامل تجھی تو ہے

(۲۶)

رہتا ہے ساتھ مہر کے جلوہ تمام دن
ہے شہریارِ عالمِ بالا تمام دن
قابو میں ہے حکومت دنیا تمام دن
تخت زبرجدی پہ ہے قبضہ تمام دن
پہنچا ہوا ہے حکم فقیروں سے شاہؑ تک
قبضہ ہے رخ کے نور کا ماہی سے ماہ تک

(۲۷)

ہے میری ضو بھی چرخ پہ ممنونِ آفتاب
کرتا ہوں یوں فلک پہ تجلّی کا اکتساب
جس طرح ہو امام وصایت سے کامیاب
عالم میں انحصارِ رسالت ہے انتخاب
سینے میں ضو فگن ہے مرا دل اُسی طرح
ہوں میں کمالِ نور میں کامل اُسی طرح

(۲۸)

کب کبر ہے پسندِ خداوندِ ذوالجلال
اک دن میں حسنِ مہر کا رہتا نہیں کمال
وقتِ غروب قلب کا کھلتا ہے انفعال
نورِ رخِ نبیؐ سے بہت دور ہے زوال
گردوں پہ ہے اگر تو تغیر کا فصل ہے
جو نقل ہے وہ نقل ہے پھر اصل اصل ہے

(۲۹)

ہو یہ کہیں نہ ناز کہ سلطاں ہمیں تو ہیں
نورِ نبیؐ سے مہرِ درخشاں ہمیں تو ہیں
رخ کی تجلّیوں کے نگہباں ہمیں تو ہیں
فرماں روائے ملکِ سلیماںؑ ہمیں تو ہیں
پہنچیں تعلّیاں نگہہ انفعال تک
لایا کوئی کمال کو حدِّ زوال تک

(۳۰)

حالِ غروبِ مہر ہے عالم پہ منجلی
خورشید کے جو قلب کو ہوتی ہے بے کلی
امدادِ مہر کرتا ہے اللہ کا ولی
جیسے مدد نبیؐ کی ہو واجب پئے علیؑ
آہستہ اوجِ چرخ سے لاتے ہیں مہر کو
وقت غروب آ کے بچاتے ہیں مہر کو

www.emarsiya.com

(۳۱)

کرتے ہیں سب پسند اگر بات ہو بھلی
شاخِ زوال تک جو گئی نور کی کلی
ضو بن کے آرزوئے جگر یوں ہے منجلی
مغرب میں دل گرا تو صدا دی علیؑ علیؑ
ہے قولِ مہر تیرے سوا التجا نہیں
ہے نا خدائے کشتیٔ دل گر خدا نہیں

(۳۲)

مخصوص ہو یہ حُسنِ عقیدت مرے لئے
اک یہ بھی یا علیؑ ہو فضیلت مرے لئے
عزت رہے گی تا بہ قیامت مرے لئے
سجدہ ترے لئے ہے تو رجعت مرے لئے
دم بھر سکوں تغیرِ لیل و نہار لے
اپنی نماز کے لئے مجھ کو پکار لے

(۳۳)

رخ کی چھپی ہوئی میں تجلّی دکھا کے جاؤں
تختِ زبرجدیٔ فلک سے پھر آ کے جاؤں
سائے سے قد کے دھوپ میں توقیر پا کے جاؤں
دستِ شعاع سے میں مصلے بچھا کے جاؤں
مغرب میں جب چھپوں تو ترقی ہو شام کی
غل ہو نمازِ عصر علیؑ نے تمام کی

(۳۴)

اللہ یہ نمازِ علیؑ کا ہے اہتمام
بگڑا طلوع مہر سے عالم کا انتظام
فورن وہ دن ہوئی جو نظر آ رہی تھی شام
پر عین وقتِ عصر فریضہ ہوا تمام
حیدرؑ سے تھا جو اُنس وہ حق نے دکھا دیا
مغرب کو کردگار نے مشرق بنا دیا

(۳۵)

تھے انقلاب چرخ کے بدلے ہوئے رسوم
تھا ایک شوق کون و مکاں میں علیٰ العموم
اک جا تھا ساکنانِ سماوات کا ہجوم
تھی اس نماز عصر کی ساتوں فلک پہ دھوم
عزت علیؑ کی اور بھی کی حق کے راز نے
مغرب سے آفتاب کو پھیرا نماز نے

(۳۶)

کیا تابِ مہر جو سرِ چرخ بریں نہ ہو
یہ وہ ضیا نہیں جو کہیں ہو کہیں نہ ہو
ہو جو خوشی سے دور وہ قلبِ حزیں نہ ہو
گر اس نماز عصر کا دل کو یقیں نہ ہو
گردوں کا راز جلوہ نمائی سے پوچھئے
دنیا پلٹ پڑی ہے خدائی سے پوچھئے

(۳۷)

سجدے علیؑ کے مہر منور سے پوچھئے
عزت خدا کی دی ہوئی حیدرؑ سے پوچھئے
کیونکر پڑھی نماز بہتّر سے پوچھئے
امت کا ظلم سبط پیمبر سے پوچھئے
بے جرم مصطفیؐ کے نواسے کا سر کٹا
سجدے میں تین روز کے پیاسے کا سر کٹا

(۳۸)

مشہور ہے یہ معرکۂ ارضِ کربلا
سن ساٹھ میں ہے ماہ محرم کا واقعہ
آیا حجاز سے جو غریبوں کا قافلہ
ایک ایک میہماں شبِ عاشور تک رہا
حق کی طرف سے خلق کے مختار تھے حسینؑ
اُس قافلہ کے قافلہ سالار تھے حسینؑ

www.emarsiya.com

(۳۹)

پہنچا جو کربلا میں دل و جانِ مصطفیٰؐ
آنے لگے یزید کی جانب سے اشقیا
افواج کی چھٹی سے نہ تھی کوئی انتہا
تھا اژدہامِ امتِ محبوبِ کبریا
جس بھیڑ کا ہے ذکر مسلماں اُسی میں تھے
اسّی ہزار قاریٔ قرآں اُسی میں تھے

(۴۰)

دینِ خدا کی خلق میں عزت سمجھتے تھے
حکمِ رسول و حکمِ شریعت سمجھتے تھے
شانِ امام و اہلِ جماعت سمجھتے تھے
کعبہ سے منہ کا پھیرنا بدعت سمجھتے تھے
تھے دل کو حفظ مسئلے فقہ و اصول کے
احکام جانتے تھے خدا و رسولؐ کے

(۴۱)

پنہاں صفوفِ فوج میں تھے حیلہ سازِ صبح
بتلا رہا تھا ظلم کو وقتِ درازِ صبح
سجدوں سے غازیوں کے کھلے اور رازِ صبح
دنیا پہ آشکار ہے حالِ نمازِ صبح
پڑھ کر کلامِ ربِّ جہاں دشمنی کریں
ظالم نمازِ صبح میں تیر افگنی کریں

(۴۲)

وعدے یہ تھے یزید سے کرنا ہمیں غنی
دولت نے کی تھی دین کی گھر بیٹھے رہزنی
احکامِ کردگار سے رہتی تھی بدظنی
آلِ رسولؐ پاک سے اللہ رے دشمنی
کس نے خیالِ سرورِ عالی ہمم کئے
اعدا نے ہر نماز پہ ظلم و ستم کئے

(۴۳)

کیا غم اُٹھائے فاطمہؑ کے نورِ عین نے
کس طرح شہؑ کا رنج کیا مشرقین نے
عالم پہ کیا اثر کیا زینبؑ کے بین نے
کیونکر نمازِ عصر ادا کی حسینؑ نے
آندھی سیاہ رن میں اُٹھی فرق کٹ گیا
بس انتہا یہ ہے کہ زمانہ پلٹ گیا

(۴۳)

سنئے نمازِ ظہر کا اب مجھ سے واقعہ
مشغولِ حرب و ضرب تھے سلطانِ کربلاؑ
جب وقتِ ظہر رن میں فضیلت پہ آگیا
بڑھ کر ابو ثمامہ نے مولاؑ سے یہ کہا
دل کی قبول امامؑ اگر التجا کریں
ہم آخری نمازِ جماعت ادا کریں

(۴۴)

گو اوج پر تھی سوزشِ قلبِ گدازِ ظہر
مخفی نہ رہ سکا شہِؑ والا سے رازِ ظہر
گردوں کو دیکھ کر جو کیا امتیازِ ظہر
فرمایا ہے یہ اوّلِ وقت نمازِ ظہر
آگاہ تم نے کردیا مجھ تشنہ کام کو
لکھے خدا نماز گذاروں میں نام کو

(۴۵)

ارشاد پھر یہ کرنے لگے سیّدالعرب
ہے ظلمِ فوج ترکِ عبادات کا سبب
یوں تو ادا نہ ہوگی کبھی بندگیٔ رب
پہلے سپاہِ شام سے مہلت کرو طلب
کیوں اہلِ شام و روم فریضہ قضا کریں
ہم اپنی اور وہ اپنی نمازیں ادا کریں

www.emarsiya.com

(۴۶)

یہ کہہ کے چپ ہوئے جو شہ آسماں وقار
چھیڑا حبیبؑ نے طرفِ فوج راہوار
آواز دی کہ اے پسرِ سعدِ نابکار
پڑھ لے نمازِ ظہر تو کر جم کے کارزار
رن میں صفوف باندھ تو افواج شام کے
ہم سب نماز ادا کریں پیچھے امام کے

(۴۸)

ابن نمیر تھا جو قریبِ سپاہِ کیں
سبِّ امام کرنے لگا رن میں وہ لعیں
کیا اُس بیاں کا تذکرہ جو کھو چکا ہو دیں
اُلٹی مگر حبیبؑ نے یہ کہہ کے آستیں
لے لوں رضا جہاد کی سرورؑ سے جا کے میں
اس کا جواب دوں گا ابھی تجھ کو آ کے میں

(۴۹)

فرما کے یہ پلٹ گئے نزدِ امامؑ دیں
شہؑ سے یہ عرض کرنے لگے بادلِ حزیں
خادم کلام سخت کو سننے کا اب نہیں
دے دیں رضائے جنگ شہِ آسماں نشیں
وہ جلد پیش آئے جو ہے سر نوشت میں
اب یہ نماز ظہر پڑھوں گا بہشت میں

(۵۰)

لے کر رضائے جنگ بڑھے کھینچ کر حسام
بولے بن نمیر سے او نطفۂ حرام
بھولا ہوا ہے یا وہ تجھے یاد ہیں کلام
آ بہرِ جنگ تاکہ میں قصّہ کروں تمام
رن میں امام کے تو فریضے فضول ہوں
تجھ سے شراب خوار کے سجدے قبول ہوں

(۵۱)

دو سمت تھا جو اپنی جواں مردیوں پہ ناز
آیا قریبِ ابنِ مظاہر وہ حیلہ ساز
جھپٹا پئے شکار دمِ جنگ شاہباز
دم بھر میں ہو گیا حق و باطل کا امتیاز
رہوار سے لئے ہوئے فردِ عمل گرا
سر پر پڑی جو تیغ لعیں منہ کے بل گرا

(۵۲)

گھوڑا چلا کہ رن میں کروں تن کو پائمال
جلدی بچا کے لے گئے ظالم کو بدخصال
جب خوفِ شیرِ نر سے فراری ہوا شغال
بڑھ کر صفوفِ فوج سے کرنے لگے جدال
ممکن نہیں اماں کہ جری ہے دلیر ہے
غل تھا بنی اسد کے یہ بیشے کا شیر ہے

(۵۲)

تھا اک طرف حبیبؑ کے حملوں سے شور و شین
تیر آ رہے تھے ایک طرف سے سوئے حسینؑ
پڑھتا رہا نماز بنِ فاتح حنین
پروانہ تھے امامؑ پہ سعد و زہیرِ قین
قلب و جگر میں ناوکِ افواجِ شام تھے
غازی نماز ظہر کی صورت تمام تھے

(۵۳)

سعد و زہیر کا تو ہوا خاتمہ بخیر
رن میں حبیبؑ دیکھتے تھے بسملوں کی سیر
یاں تک جری کی تیغ کو تھا دشمنوں سے بیر
مارے علیؑ کے دوست نے چن چن کے رن میں غیر
ہونے نہ دی ذرا سی کمی جوشِ موت میں
فوجیں بھگا کے سو رہے آغوش موت میں

www.emarsiya.com

(۵۵)

بگڑے ہوئے حسین کے کہنے سے تھے جو شیر
لے کر رضائے جنگ بڑھے دشت میں دلیر
غصہ میں یوں لڑے کہ کیا سرکشوں کو زیر
تیغوں نے چل کے کھول دیئے قسمتوں کے پھیر
دل کی رگوں میں جوش جو تھا انتقام کا
کوسوں لہو بہا دیا افواج شام کا

(۵۶)

دکھلا دیئے جو رن میں جواں مردیوں کے رنگ
فاقہ کشی میں خود بھی ہوئے زندگی سے تنگ
زخمی ہوئے تو کم ہوئی بڑھتی ہوئی امنگ
انجام تک پہنچ گئی فوج خدا کی جنگ
میداں میں خون اکبرؑ و قاسمؑ کا بہہ گیا
باقی بس ایک شیرِ جواں مرد رہ گیا

(۵۷)

بتلا رہی ہے ایک روایت یہ واقعہ
کی ساتھ امام عصرؑ کے عباسؑ نے وغا
روکے رہے دلیر کو سلطانِ کربلاؑ
پایا ذرا بھی غیظ تو گھبرا کے یہ کہا
تم میری طرح صبر کو دکھلاؤ گے نہ کیا
ہنگام ذبح بھائی کے کام آؤ گے نہ کیا

(۵۸) **مطلع ثانی**

عباسؑ کو رضا نہ ملی جب حسینؑ سے
رو کر کیا بیاں یہ شہؑ مشرقین سے
سوئیں زمیں پہ اکبرؑ و قاسمؑ تو چین سے
آقا خجل ہوں حشر میں ہم والدین سے
کھویا جناں سے رنجِ دل آزار نے ہمیں
مرنے دیا نہ آپ کے اصرار نے ہمیں

(۵۹)

بیٹوں کو روئیں خواہر سرور مرے نہ ہم
برچھی کو کھا کے مر گئے اکبرؑ مرے نہ ہم
برباد مجتبیٰؑ کا ہوا گھر مرے نہ ہم
رن میں بنا کے تربت اصغرؑ مرے نہ ہم
اس وقت تک سحر سے کیا انتظارِ موت
اب بھی نہیں ہے کوئی ہمیں اعتبارِ موت

(۶۰)

ہمراہیِ امام میں کیونکر ہو یہ یقیں
پہلے مریں گے سرورؑ مظلوم سے ہمیں
کیا جانے کیا کرے یرشِ فوج اہلِ کیں
زخمی خدانخواستہ گر ہوں امامؑ دیں
زندہ رہیں کہ تیغ سے گردن جدا کریں
بچ جائیں بعد آپ کے گر ہم تو کیا کریں

(۶۱)

انصاف کا مقام ہے یہ اے شہؑ امم
آئی اگر نہ موت تو پھر کیا کریں گے ہم
تڑپا کے دل، قیاس یہ کہتا ہے دم بدم
دشمن امامِ وقت کا ہے لشکر ستم
کالی گھٹائیں چھائیں گی خالق کے نور پر
رن میں ہجوم فوج کا ہوگا حضور پر

(۶۲)

خادم سے فوج ظلم کو اتنا نہیں ہے بیر
شمع حرم کے نور سے جلتے ہیں اہل دیر
دشمن ہیں مصطفیٰؐ کے یگانے کے رن میں غیر
اے کاش میرے قتل کی دیکھے سپاہ سیر
کس طرح جان دے دوں شہؑ مشرقین پر
وہ سر ہے جو نثار ہو پائے حسینؑ پر

www.emarsiya.com

(۶۳)

روئے لگے یہ کہہ کے علمدارِ با وفا
اف ری ترقیٔ اثرِ عرض مدّعا
بولے گلے لگا کے شہؑ دیں یہ کیا کیا
رو کر نہ کیجئے دلِ بیتاب کی دوا
ناکارہ میرے شیر کی تدبیر ہوگئی
کیا آنے والی موت کو تاخیر ہوگئی

(۶۴)

حد کی جو مضطرب تھے علمدارِ با وفا
بہرِ تسلّی پسر شیر کبریا
بھائی سے گر یہ شہؑ نے کہا ہو عجب ہے کیا
میں یاں زبانِ حال سے لکھتا ہوں ماجرا
بہتان و کذب جس میں نہ ہو وہ کلام ہے
لازم ہے احتیاط کہ قول امامؑ ہے

(۶۵)

گر تم پہ منکشف نہیں رن میں قضا کا حال
ہم تو وہ جانتے ہیں جو ہے جنگ کا مآل
بیکار دل پہ ہے اثرِ صدمہ و ملال
تم ہم سے پہلے رن میں مروگے دمِ جدال
چھوٹے گا تم سے ساتھ جو دنیائے زشت کا
دیکھوگے جا کے رن سے تلاطم بہشت کا

(۶۶)

اُلٹے گا میرے قتل سے کونین کا ورق
ہوں اس میں انبیاؑء کہ شہیدانِ ما سبق
چہرے ہر اک کے میرے تحمل سے ہوں گے فق
ہوگا وہ میرا خون جو ہے غرب کی شفق
تقدیر سب کو لائے گی دنیائے زشت میں
سرخی لہو کی پھیلے گی باغ بہشت میں

(۶۷)

اک حشر ہوگا قبل قیامت یہ آشکار
ہر شئے جناں کی ہوگی مرے غم سے بے قرار
ہوں گے حباب کوثر و تسنیم اشکبار
ہوگا نہ سبز آج کے دن بسترِ بہار
اب تک ازل سے تھا نہ کسی آسماں کا دور
پہلا یہ ہوگا باغ جناں میں خزاں کا دور

(۶۸)

افسوس ناک ہوگا مری والدہ کا حال
ہوگا سیہ لباس کھلے ہوں گے سر کے بال
نالے یہ ہوں گے خلد میں لب پر بصد ملال
بے جرم و بے خطا مرا بچہ نہ ہو حلال
ظالم ستا رہے ہیں مرے نور عین کو
بابا جناں سے دیکھئے چل کر حسینؑ کو

(۶۹)

غلمان و حور و جن و ملک، اہلِ عرش و خاک
کرّ و بیان و قدسی و پیغمبران پاک
صدیق و صالحین و شہیدانِ دردناک
حوّاؑ و آسیّاؑ و خدیجہؑ بہ قلبِ چاک
بیتابیوں سے خلد میں راحت نہ پائیں گے
نانا کے ساتھ سب مرے رونے کو آئیں گے

(۷۰)

حکم خدا سے رن میں شہیدانِ ما سلف
میدان کربلا میں کھڑے ہوں گے صف بصف
جعفرؑ کہیں پہ حضرت حمزہؑ کسی طرف
ہوں گے تپاں مرے لئے شاہنشہِ نجفؑ
ہوگی صدا یہ دشت میں ہر خوش نہاد کی
ہم کو حسینؑ رن میں رضا دو جہاد کی

www.emarsiya.com

(۷۱)

پہنچے گا یاں سے بھی جو شہیدوں کا قافلہ
پائے گا کردگار سے رتبے جدا جدا
دم بھر دکھا کے گلشن فردوس کی فضا
اللہ بھیج دے گا سوئے ارض کربلاؒ
پھر ہوں گے دل وغا کا تقاضا کئے ہوئے
سب ہوں گے زندگی کی تمنا کئے ہوئے

(۷۲)

ہوگا تمہیں بھی خلد کا درپیش جب سفر
کر دے گی دونوں ہاتھ جدا فوجِ اہلِ شر
ہوگے جناں میں دستِ بریدہ سے باخبر
یاقوتِ سرخ کے جو ملیں گے خدا سے پر
میرا جہاد دیکھوگے دشت وغا میں تم
جنت سے اُڑ کے آؤگے پھر کربلا میں تم

(۷۳)

کی عرض کیا نہ ہوں گے بہتر کے ساتھ ہم
پہنچیں گے سب کے بعد یہاں اے شہؑ امم
ہوگا ہر اک شہید کی دوری سے دل پہ غم
لے لے گا کیا خدا جو ملا تھا ہمیں علم
ہم پلّہ کیا نہیں میں بہتر کے اوج کا
مولاؑ! رہوں گا کیا نہ علمدار فوج کا

(۷۴)

بولے یہ شہؑ ملال کا کوئی محل نہیں
بھیجے گا سب کے ساتھ تمہیں خلق آفریں
اُلٹے ہوئے غضب میں ہر اک ہوگا آستیں
تم ہوگے یاں کی طرح علمدارِ فوج دیں
سب کی صدا یہ ہوگی کہ کیوں بے قرار ہوں
دیجئے اگر رضا تو دوبارا نثار ہوں

(۷۵)

باقی نہ ہوگی وہ کوئی مخلوق کردگار
نصرت کی جو ہوس نہ کرے وقتِ گیر و دار
آواز ہر طرف سے یہ آئے گی بار بار
دو آج اے حسینؑ ہمیں اذنِ کارزار
قدرت دکھا دیں شہؑ جو اشارا کریں ابھی
لشکر ہے کیا جہاں تہہ و بالا کریں ابھی

(۷۶)

تنہا پہ دیکھ کر ستمِ لشکرِ جفا
مقتل میں مجھ تک آئے گی امّاں کی یہ صدا
گر تم کہو تو فتح کی حق سے کروں دعا
نانا کو غیظ، باپ کو غصّہ، حسنؑ خفا
بڑھ کر کہیں گے نوحؑ کا طوفاں کریں ابھی
گر اذن دو تو حشر کا ساماں کریں ابھی

(۷۷)

کہنا یہ میرا پا کے تڑپ قلبِ زار کی
نانا نہ فکر کیجے کسی بد شعار کی
آئے گی پھر صدا مرے پروردگار کی
ہم خود مدد کریں گے غریب الدیار کی
قدرت حسینؑ کو ہے حیات و ممات کی
بس اک کوئی سبیل نہ ہوگی نجات کی

(۷۸)

کیوں بیکسی سے قتل ہو امّت کے واسطے
کوشش کرو نہ تاجِ شفاعت کے واسطے
رتبے جناں کے کم نہیں عزت کے واسطے
فردوس ہے تمہاری حکومت کے واسطے
ہونے دو سب کو قید عذابِ الیم میں
جانے دو اہلِ نار کو نارِ جحیم میں

www.emarsiya.com

(۷۹)

کہنا مرا لرز کے یہ خالق سے بار بار
مالک بلائے جہل میں ہے فوجِ بد شعار
بہکے ہوئے قدم پہ نہیں ان کا اختیار
تو رحم کرنے والا ہے، امّت گناہگار
وعدہ ہے جس کا وہ مرے پروردگار دے
امّت کے عاصیوں کا مجھے اختیار دے

(۸۰)

درگاہِ حق سے آئے گی مجھ کو یہ پھر صدا
گر ہے یہی خوشی تو کرو شوق سے وغا
ہوں گا جو کامیاب دمِ عرضِ مدّعا
نانا کہیں گے جوشِ مسرت سے مرحبا
سرسبز قتل ہو کے کروگے زمین کو
تم اے حسینؑ خون سے سینچوں گے دین کو

(۸۱)

اُس وقت میں کسی کو نہ دوں گا رضائے جنگ
ہوگی وفائے وعدۂ طفلی کی یہ امنگ
عباسؑ رن میں میری جبیں اور ستم کا سنگ
سکانِ عرش میرے تحمل سے ہوں گے دنگ
عالم کریں گے یاد اگر رودِ نیل کا
پیچھے ہٹے گا بڑھ کے قدم جبرئیلؑ کا

(۸۲)

چاہے گا دل بچاؤں میں رن میں مگر کہاں
بیکار ہوگا جوش یہ ہنگام امتحاں
تا حدّ ضعف لائے گا جب قلب ناتواں
گھوڑے سے گر کے ہوں گا سرِ خاک میں تپاں
پانی نہ دے گا شمر دمِ واپسیں مجھے
ہنگام عصر ذبح کرے گا لعیں مجھے

(۸۳)

کہنے لگے تڑپ کے یہ عباسؑ با وفا
کس دل سے ہو سکے گا یہ اے شاہؑ کربلا
مقتل میں ذبح آپ ہوں دیکھوں میں ماجرا
فرمایا ہاں یونہیں مرے محضر کا ہے لکھا
سر ننگے بخت لائے گا لاش حسینؑ پر
رونا جگر کو تھام کے زینبؑ کے بین پر

(۸۴)

یہ کہہ کے آئے بھائی کے ہمراہ تا بہ در
ڈیوڑھی تک آ کے کہنے لگے شاہِؑ بحر و بر
آل رسولؐ پاک سے کہنی ہے یہ خبر
دو بھائی ایک وقت میں ہیں عازم سفر
ہر دل کو ہم فراق کا غم دینے آئیں ہیں
سیدانیوں سے اذن وغا لینے آئیں ہیں

(۸۵)

مہلت کہاں اب اتنی جو بہرِ رضا ہم آئیں
لڑنا نہ ہو سپہ سے تو آرام گھر میں پائیں
وہ دردِ غم نہیں جو اذیت نہ دل اُٹھائیں
ڈیوڑھی تک آ کے زینبؑ وکلثومؑ دیکھ جائیں
صف پر عزا کی بیٹھ کے آہ و بکا کریں
عباسؑ اور حسینؑ کا ماتم بپا کریں

(۸۶)

بیت الشرف تک آئی جو یہ شاہؑ کی صدا
روتے ہوئے چلے حرمِ سبطِ مصطفیٰؐ
در تک یہ آ کے زینبؑ و کلثومؑ نے کہا
بے وارثوں کا کون ہے اے شاہؑ کربلا
کس سے کہیں ملال جو دل پر عطش میں ہیں
گھر میں تو ایک سید سجادؑ غش میں ہیں

www.emarsiya.com

(۸۷)

شدت سے تپ کی فرش پر ان کا بھی ہے یہ حال
آتے ہیں غش پہ غش تو ہوئے جاتے ہیں نڈھال
برچھی کسی نے کھائی ہوا کوئی پائمال
گھر سارا لٹ گیا اُنہیں اک کا نہیں ملال
طاقت گھٹی تو ضعف نگاہوں میں چڑھ گیا
ہشیار اگر ہوئے تو بخار اور بڑھ گیا

(۸۸)

کہنے لگے یہ رو کے شہنشاہؑ نامدار
عابدؑ اسی مرض میں سنبھالیں گے گھر کا بار
ہم رن میں قتل ہوں تو وہ ہوں غش سے ہوشیار
اس تپ سے ہے مشیّت و مرضیٔ کردگار
غش آ کے ظاہری خرد و ہوش کھو گیا
ساقط جہاد حضرتِ عابدؑ سے ہوگیا

(۸۹)

قرطاس اک لئے تھے شہنشاہؑ کربلا
پوشیدہ جس میں سرِّ امامت تھے جا بجا
دے کر جناب فاطمہ کبرؑا سے یہ کہا
بھائی تمہارے ہوش میں جب آئیں میں فدا
کہنا گراں تھی قلب پہ تکلیف آپ کی
لے لیجئے اِسے یہ امانت ہے باپ کی

(۹۰)

دینا پھر اس کے بعد زبانی مرا پیام
جانا وطن میں شام سے جب اے خجستہ فام
یہ تم سے ہے وصیت مظلوم و تشنہ کام
کہہ دینا دوستوں سے مرا آخری سلام
دل آب سرد سے جو کبھی شاد کیجیئو
شرط وفا یہ ہے کہ ہمیں یاد کیجیئو

(۹۱)

یہ کہہ کے بیبیوں سے بڑھے جب امامؑ دیں
وہ کون سا تھا دل کہ جو اس غم سے ہو حزیں
ماتم سے اہلبیتؑ کے ہلنے لگی زمیں
دو بہنیں بھائیوں کے لئے پیٹنے لگیں
چلّا رہیں تھیں کھو کے چلے دل کے چین کو
عباسؑ تم کو روئیں کہ روئیں حسینؑ کو

(۹۲)

سرورؑ کے ساتھ جانبِ میداں سدھاریئے
خالق رہے وغا میں نگہباں سدھاریئے
مشکل ہو رن میں نزع میں آساں سدھاریئے
ہم کو بنا کے قیدیٔ زندان سدھاریئے
ہوکر اسیر شام میں میداں سے جائیں گے
میت پر آ سکے تو گلے سے لگائیں گے

(۹۳)

سیدانیوں کی سنتے ہوئے دور تک صدا
بھائی کو لائے تا بہ فرس شاہِ کربلاؑ
کہنے لگے کہ اے جگر و جانِ مرتضیٰؑ
چلئے سمندِ تیز پہ چڑھ کر پئے وغا
دو بھائی مل کے عازمِ سیرِ شکار ہوں
تم بیٹھ لو سمند پہ، تب ہم سوار ہوں

(۹۴)

کہنے لگے غلام کی اتنی نہیں ہے تاب
بیٹھے جو زیں پہ قبل شہ آسماں جناب
فرمائیں اس ثواب سے خادم کو فیض یاب
شہؑ عزم زیں کریں میں سنبھالے رہوں رکاب
دلدل کا آج عزّ و شرف آشکار ہو
پہلے سوارِ دوشِ پیمبرؐ سوار ہو

www.emarsiya.com

(۹۵) مطلع ثالث

دلدل پہ جب سوار ہوئے سبطِ مصطفیٰ
بیٹھے تب اپنے گھوڑے پہ عباسؑ با وفا
چلتے ہیں دو سمند سوئے وادئ بلا
کیا جانے کوئی چار لجاموں کی انتہا
ہو اک قدم تو عزم سمجھ لیں کہاں کا ہے
پوشیدہ دور آٹھ سُموں میں جہاں کا ہے

(۹۶)

تن کر چلے سَمند سوئے دشتِ کارزار
کھنچتی ہوئی لجام پکاری کہ ہوشیار
چالوں سے رن میں ہو گئے ضدین آشکار
اک نے ہوا گرائی اُٹھا ایک سے غبار
رن میں ہوا کو ایک کے گیسو کمند تھے
ذرّے زمیں کے ایک کی ٹاپوں میں بند تھے

(۹۷)

دنیائے حسن وعشق میں دونوں فرس چلے
جو مرنے والے ڈھونڈھتے تھے وہ نفس چلے
آنکھیں حسیں سموں میں بچھا دیں جو بس چلے
دنیا میں اہلِ عشق کے فریادرس چلے
صرصر چلی ہے ہاتھ پہ گیسو لئے ہوئے
ہے ہر قدم نجات کا پہلو لئے ہوئے

(۹۸)

دے حسن اذن اگر تو جفا دیکھتے چلو
اک اک قدم پہ شانِ خدا دیکھتے چلو
اُبلی ہوئی نظر کی ادا دیکھتے چلو
مڑ مڑ کے بسملوں کی قضا دیکھتے چلو
زخموں کو سم کے شوق نے مقتل بنا دیا
تن روح نے اُجاڑ کے جنگل بنا دیا

(۹۹)

ترچھی نظر کا توڑ جگر کو دکھاتے جاؤ
گر بن پڑے تو خاک کا پردا اُٹھاتے جاؤ
جن گیسوؤں میں بل ہے قسم ان کی کھاتے جاؤ
بجلی کہاں نظر کی گری کچھ بتاتے جاؤ
کس کا نگاہ گرم سے ارماں نکل گیا
پہلو میں دل جلا کہ سرِ طور جل گیا

(۱۰۰)

دل لے کے پھر نہ دو جو کبھی کیا کرے کوئی
جادو بھری نگاہ کا شکوہ کرے کوئی
رستے میں راہ بیٹھ کے دیکھا کرے کوئی
وعدہ اگر کرو تو تمنا کرے کوئی
اک اک قدم پہ حسن دکھاتے ہوئے چلو
پھر بے قرار دل ہیں دباتے ہوئے چلو

(۱۰۱)

اے چلنے والو اپنا مقابل نکال لو
آساں نہ ہو تو جان بہ مشکل نکال لو
مرکز ہو جس کا حسن وہ منزل نکال لو
کانٹا سمجھ کے درد بھرا دل نکال لو
جس میں نظر تلے وہ ترازو نہیں کوئی
جو ہو نہ خوں کی بوند وہ پہلو نہیں کوئی

(۱۰۲)

بتلائیں زخمِ قلب کی منزل کسے کسے
کر لے نگاہِ شوق مقابل کسے کسے
قاتل بنائیں نزع میں بسمل کسے کسے
اک جاں ہے دو حسین ہیں، دیں دل کسے کسے
چالوں سے ڈر بھی قلب میں ہے، آرزو بھی ہے
مرتے ہیں جن پہ اُن میں مکرنے کی خو بھی ہے

www.emarsiya.com

(۱۰۳)

دو بڑھنے والے حسن ہیں مالک جہان کے
منہ پھیرا تشنہ کام محبت کو جان کے
اچھے دیئے نظر نے صلے امتحان کے
جنبش مژہ سے پاتے ہیں کانٹے زبان کے
غصّہ سے آرزوئے خریدار بڑھ گئی
خاموشیوں سے اور بھی تکرار بڑھ گئی

(۱۰۴)

ہیں یادگارِ لختِ دلِ مرتضیٰؑ فرس
رکھے ہوئے ہیں سم سرِ دوش ہوا فرس
دیکھے نصیروں نے جو معجز نما فرس
اک شور ہے علیؑ کی طرح ہیں خدا فرس
رن میں سموں سے باغِ جناں کی ہوا چلی
جو مر گئے تھے دل اُنہیں ٹھوکر جلا چلی

(۱۰۵)

قدرت نما نفس دمِ عیسیٰؑ کسی کا ہے
رن میں مقام حضرت موسیٰؑ کسی کا ہے
میداں کسی کے پاس ہے دریا کسی کا ہے
ہے نوجواں کوئی تو بڑھاپا کسی کا ہے
وجہ وجیہ پیریِ شبیرؑ ایک ہے
عباسؑ کے شباب کی تصویر ایک ہے

(۱۰۶)

پہلو سے دل کو کھینچ رہا ہے جواں کوئی
ہے اپنے سن سے تجربہ کارِ جہاں کوئی
یوسفؑ کے حسن کا ہے اگر رازداں کوئی
لایا ہے اپنی پھیر کے عمرِ رواں کوئی
تن کر سمند شاہؑ تغیر دکھا گیا
کھویا ہوا شبابِ زلیخا پھر آگیا

(۱۰۷)

روندا ہوا ہے چال سے گلزارِ مصر تک
لرزاں زمیں کی طرح ہیں آثارِ مصر تک
ناظر ہیں حسن کے در و دیوارِ مصر تک
اک شور ہے شباب کا بازارِ مصر تک
اب تک تھے جو گذشتہ زمانہ بنے ہوئے
وہ بھی کھڑے ہیں اپنا فسانہ بنے ہوئے

(۱۰۸)

گر ہے اُسے شباب پہ فخر اس کو بھی ہے ناز
ہے کوئی سربلند فرس کوئی سرفراز
دونوں سمند تیز ہیں سرمایۂ حجاز
سرعت میں ظاہری تو نہیں کوئی امتیاز
یکساں ہے یوں تو فرق ہر اک عرض وطول کا
باطن میں راہوار ہے آگے رسولؐ کا

(۱۰۹)

طے تھوڑی راہ کی تو کھلے یہ سموں کے راز
جیسے بچھے ہوئے ہوں مصلّے پئے نماز
دونوں کے نقش پا میں ہے اس طرح امتیاز
جیسے امامؑ ہو صف اول میں سرفراز
عباسؑ کی رضا کا طلبگار ہے فرس
یا ہے وہ تیز پا یہ وفادار ہے فرس

(۱۱۰)

کون آگے کون پیچھے ہے اسپ سبک خرام
کچھ فرق جس میں ہو نظر آتے نہیں وہ گام
عالم میں کس کو ان کی قدامت میں ہے کلام
اک ہے فرس رسولؐ کا، اک اشہبِ امامؑ
راہیں جدا جدا ہیں طبیعت کا فرق ہے
گویا امامت اور نبوت کا فرق ہے

www.emarsiya.com

(۱۱۱)

اسپِ سبک عنانِ شہؑ آسماں حشم
دیتا ہوا صدائیں یہ جاتا تھا دم بدم
گر ہیں فلک پر اسپِ علمدار کے قدم
تا عرشِ حق رسا ہیں دعا کی طرح سے ہم
گر یہ سمند خاص ہے زوجِ بتولؑ کا
ہوں میں براق راکبِ دوشِ رسولؐ کا

(۱۱۲)

حیدرؑ ہوں یا نبیؐ، ہیں ملک ان سے بہرہ مند
ہیں اپنے راکبوں سے گراں قدر و ارجمند
دونوں کو آسماں کی ہیں سیّاحیاں پسند
میں کون سا براق ہوں یہ کون سا سمند
جلوہ اگر ہلال کا ہے اک کے پاؤں میں
چلتا ہے کوئی رات کو تاروں کی چھاؤں میں

(۱۱۳)

خو سبطِ مصطفیؐ میں ہے ساری رسولؐ کی
تصویر ہے کھچی ہوئی پیاری رسولؐ کی
ہے خواستگار رحمتِ باری رسولؐ کی
جاتی ہے کربلا سے سواری رسول کی
ٹاپوں کی تا بہ عرشِ خدا وہ صدا گئی
لینے ہوائے پردۂ قدرت وہ آ گئی

(۱۱۴)

کرتا ہے ہر قدم کا تغیر جہاں کی سیر
آساں بسانِ نکہتِ گل ہے جناں کی سیر
سمجھیں نہ اہلِ خلق کہ کی ہے کہاں کی سیر
ہم تا حجاب قدس کریں آسماں کی سیر
قدرت وہاں پہ لائے خدائے جلیل کی
پہنچے جہاں ہوا نہ پرِ جبرئیلؑ کی

(۱۱۵)

اک اک کو اپنی جا ہے تمنائے انتخاب
یہ کہہ رہا ہے حضرتِ عباسؑ کا عقاب
سرعت میں بے عدیل ہوں، اُڑنے میں لاجواب
کعبہ کی طرح ہوں سبب اوجِ بو ترابؑ
گلزارِ انتخاب کا نایاب پھول ہوں
میں تو سمجھ رہا ہوں کہ دوشِ رسولؐ ہوں

(۱۱۶)

آفت کئے ہوئے تھیں سمندوں کی تیزیاں
اُڑتے ہوئے غبار سے تاریک تھا جہاں
ظاہر کبھی یہاں تھے نمایاں کبھی وہاں
تھا نردبانِ خاک سے نزدیک آسماں
اونچے ہوئے تو اوج جہاں کو دکھا گئے
نقشِ قدم سے چرخ پہ تارے بنا گئے

(۱۱۷)

آغوشِ انقلاب میں تھا دشتِ کارزار
تھا جنبشِ زمیں سے نہ اک چیز کو قرار
رن میں رواں دواں تھا اِدھر کا اُدھر غبار
یوں جا رہے تھے دونوں دلیروں کے راہوار
تھی خاک آسمان و زمین میں گھُٹی ہوئی
حد سے قدم بڑھے ہوئے باگیں چھُٹی ہوئی

(۱۱۸)

بن بن کے خاک اُڑ گیا میدانِ رزم گاہ
موجِ ہوا قدم کے تھپیڑوں سے تھی تباہ
ہر نقش پا خود اپنی ہی تیزی پہ تھا گواہ
پیش نگاہ رن میں کوئی اور تھی جو راہ
ظاہر میں دشتِ ظلم مقام مرور تھا
باطن میں جو قدم تھا وہ دنیا سے دور تھا

www.emarsiya.com

(۱۱۹)

تھا جو فرس وہ راہروِ غرب و شرق تھا
سرعت میں شکل ابر تھا، تیزی میں برق تھا
ہر چلنے والا بحرِ تحیّر میں غرق تھا
اللہ کتنا ظاہر و باطن میں فرق تھا
جب تک تھمیں تھمیں وہ روانی دکھا گئے
دو راہوار سرحدِ جنت تک آ گئے

(۱۲۰)

جب طول وہ تمام ہوا طے ہوئی وہ راہ
تھم کر کہا غبار نے ہے متصل سپاہ
پیش نظر جو باغِ ارم کی تھی جلوہ گاہ
باگوں تک آ کے ہاتھ نے نیچے کی ہر نگاہ
رن میں نظر سپاہ کی دو سمت بٹ گئی
باگیں کھنچیں سمندوں کی تو خاک ہٹ گئی

(۱۲۱)

گیتی کی طرح تھم گئے دو سمت راہوار
یکبارگی ہوئی یہ کئی لاکھ میں پکار
آئیں ہیں جنگ کو وہ دلیرانِ روزگار
جو اپنے عہد میں ہیں نمودار و نامدار
اک نورِ عین و لختِ دلِ بو ترابؑ ہے
اک وارثِ شریعتِ اُم الکتاب ہے

(۱۲۲)

یہ دونوں اپنی جا ہیں سپہدار فوجِ دیں
آفت کرے گی کھنچ کے دم غیظ آستیں
فوج ستم کی وقتِ وغا خیریت نہیں
کوسوں لہو سے سرخ نظر آئے گی زمیں
آ جائے کس کو موت کچھ اس کی خبر نہیں
ٹوکا اگر انہیں تو ہزاروں کے سر نہیں

(۱۲۳)

آمادہ ہوں وغا پہ یلانِ عراق و رے
رن میں سکوت فوج رہے گا یہ تا بہ کے
جادے سپہ گری کے کرو جوش دل سے طے
پنہاں نہیں غبار کے پردے سے کوئی شئے
ہیں جو وغا طلب وہ جری ہیں دلیر ہیں
چہرے بتا رہے ہیں کہ شیروں کے شیر ہیں

(۱۲۴)

تھا اس طرف تو فوج میں برپا یہ شور و شر
کہنے لگے یہ بھائی سے سلطانِ بحر و بر
انشا رجز کرو تم اُدھر اور ہم اِدھر
تیغیں چلیں یمین و یسارِ سپاہ پر
طاعت یہاں پہ فرض نہیں اتحاد میں
ہو اپنا اختیار ہر اک کو جہاد میں

(۱۲۵)

اک دوسرے کے حکم کا تابع رہے گا گر
مشکل سے ہاتھ آئے گی میدان میں ظفر
آزادیوں سے ہو گئے دو دل جو باخبر
جھومے دم نبرد دلیرانِ نامور
اُٹھی نقابِ چہرۂ گفتار دو طرف
گونجے ہزبر حیدرِؑ کرّار دو طرف

(۱۲۶)

اُن میں سے ایک کی یہ صدا تھی دم وغا
جو مجھ سے بے خبر ہے سنے وہ رجز مرا
اپنی سپہ گری پہ ہو جس جس کو ادعا
دیکھے وہ بڑھ کے میری لڑائی کی انتہا
مانو جسے نہ تم وہ کوئی منزلت نہیں
جانوں کے ساتھ نہر کی بھی خیریت نہیں

www.emarsiya.com

(۱۲۷)

ناکارہ جانتا ہوں زمانہ کی بود و باش
بچوں کی تشنگی سے ترائی کی ہے تلاش
رانڈوں کے بین سے جگر و دل ہیں پاش پاش
مرنے پہ بھی ہٹے گی نہ ساحل سے میری لاش
میراث میں علیؑ سے ملی صفدری مجھے
دریا نہ چھین لوں تو نہ کہنا جری مجھے

(۱۲۸)

عباسؑ جان و دل سے ہے شیدائے اہلبیتؑ
رن میں زمینِ گرم پہ ہے جائے اہلبیتؑ
کہتی ہے مشکِ خشک تمنائے اہلبیتؑ
مشہور میرا نام ہے سقائے اہلبیتؑ
عادل ہوں صاحبِ ستم و جور میں نہیں
لختِ دلِ علیؑ ہوں کوئی اور میں نہیں

(۱۲۹)

نور نگاہِ حیدرؑ کرار ہوں میں
رایت ہے میرے دوش پر احمدؑ کا جاگزیں
میرے سوا حق اور کا اس ارث میں نہیں
جعفر کی طرح ہوں میں علمدارِ فوجِ دیں
یا میں نہیں ہوں یا سپہٗ پر دغا نہیں
یہ وہ علم ہے بڑھ کے جو پیچھے ہٹا نہیں

(۱۳۰)

رایت بتا رہا ہے لڑائی کا واقعہ
ظاہر ہے بے لڑے ہوئے لڑنے کی انتہا
جنبش نشاں کو دوش پہ دیتی ہے جب ہوا
پنجہ میں جزر و مد نظر آتا ہے موج کا
حصہ نہیں ہے نہر کسی بد صفات کا
پانی تڑپ رہا ہے علم میں فرات کا

(۱۳۱)

دم بھر میں خیر یہ تو عیاں ہوگا مدعا
کیا کیا شرف بتاؤں تمہیں میں دمِ وغا
ہوں میں غلامِ خاصِ شہنشاہِ کربلا
باقی رہے گی ساتھ مرے نام کی وفا
مقتل میں تین روز کے پیاسے سے پھر گئے
تم وہ ہو جو نبیؐ کے نواسے سے پھر گئے

(۱۳۲)

یہ تشنہ لب رسولؐ کا پیارا نہیں ہے کیا
اسلام کو علیؑ نے سنوارا نہیں ہے کیا
جو دینِ حق ہے دیں وہ تمہارا نہیں ہے کیا
سبطِ نبیؐ امامؑ ہمارا نہیں ہے کیا
ہے لطفِ حق سے مالک دنیا و دیں یہی
ہے دوسرا وصیؑ امامِ مبیں یہی

(۱۳۳)

قرآن جس کی شان میں آیا ہے وہ حسینؑ
جھولا ملک نے جس کا جھلایا ہے وہ حسینؑ
جس نے رطب بہشت کا کھایا ہے وہ حسینؑ
زہراؑ نے جس کا ناز اُٹھایا ہے وہ حسینؑ
مژگاں نے بڑھ کے آنکھ سے آنسو کو لے لیا
مچلے اگر تو بچۂ آہو کو لے لیا

(۱۳۴)

جو رازدارِ پردۂ قدرت ہے وہ حسینؑ
قبضہ میں جس کے کوثر و جنت ہے وہ حسینؑ
جو تاجدارِ دین و شریعت ہے وہ حسینؑ
جو ورثہ دارِ تختِ امامت ہے وہ حسینؑ
کیا ہوگا منکروں کو جو اس میں کلام ہے
حق نے جسے امامؑ کیا وہ امامؑ ہے

www.emarsiya.com

(۱۳۵)

دنیا کی سلطنت کا نہیں کوئی بھی وقار
جو کچھ ہے ظاہری ہے وہ عالم پر اختیار
ہے کس کے پاس امانتِ محبوبِ کردگار
ہے کس کے ہاتھ میں شہؑ مرداں کی ذوالفقار
ان تک نہ ہاتھ آ سکا اہلِ جہول کا
ہے کس کے اختیار میں گھوڑا رسولؐ کا

(۱۳۶)

تھا رنگ پر جری کا دلائل بھرا بیاں
ناگہہ سنا یہ نعرۂ سلطانِ دو جہاں
بھولے ہوئے خدا کو ہو اے لشکرِ گراں
جائز ہے میرا خون بہانا تمہیں کہاں
کچھ تو کہو جہاں کی برائی میں کون ہے
میرے سوا خدا کی خدائی میں کون ہے

(۱۳۷)

کیوں مجھ سے وقت جنگ مخالف ہے صف کی صف
کیا میں نہیں ہوں لختِ دلِ خسروِ نجف
سمجھے ہوئے ہو مہرِ جہاں تاب کو خذف
ہے کون ورثہ دارِ رسولانِ ما سلف
یحییٰؑ کی طرح تیغ میں سجدہ ادا کروں
موسیٰؑ کے میں عصا کو ابھی اژدہا کروں

(۱۳۸)

قابو میں ہے مرے دمِ عیسیٰؑ کا معجزہ
کہہ دوں تو جی اٹھیں ابھی مردے ہزارہا
دکھلاؤں گر میں نوحؑ کے طوفاں کی انتہا
پانی سے غرق ہو ابھی میدانِ کربلا
کانپ اُٹھے آسماں جو غضب کی نظر کروں
نانا کی طرح رات کو شق القمر کروں

(۱۳۹)

نانا مرے یہ کون ہیں، ہے کس کا تذکرہ
نزدیک اپنے جن کو خدا نے طلب کیا
معراج سے کھلی ہے محبت کی انتہا
بتلا رہا ہے پردۂ قدرت کا سامنا
رعب اس مقام کا سبب برہمی تو تھا
خالق اگر نہ تھا پسِ پردہ کوئی تو تھا

(۱۴۰)

آخر وہ کون تھا کہ جو پردے کے تھا اُدھر
کس طرح ہم کلام تھا خلاقِ بحر و بر
لہجہ وہ کون سا تھا جو بے حد تھا پر اثر
کس کی زباں سمجھ رہے تھے سیدُالبشر
دھوکا پسِ حجاب خدا کے ولی کا تھا
قدرت کے اختیار میں جلوہ علیؑ کا تھا

(۱۴۱)

پوشیدہ یہ شرف رہے اچھا یونہیں سہی
معراج کا ڈھکا رہے رتبہ یونہیں سہی
آئے نہ لب پہ نام کسی کا یونہیں سہی
پردے کی بات کا رہے پردا یونہیں سہی
کس ہاتھ نے نبیؐ کا دلی مدّعا دیا
یہ کس نے نقش مہر نبوت بنا دیا

(۱۴۲)

کعبہ میں آ کے دیکھ لو مخفی یہ مدعا
کس نے گرائے اوج سے کفّار کے خدا
کہتی ہے یہ ترقیٔ معراجِ مرتضیٰؑ
عرشِ خدا بنا ہے سرِ دوشِ مصطفیٰؐ
حق نے شرف علیؑ کو دئے جو وہ کم ہیں یہ
تھا جس کا ہاتھ پشت پہ اس کے قدم ہیں یہ

www.emarsiya.com

(۱۴۳)

شک جس پہ ہے خدا کا وہ بندا ہوا ہے کون
دردِ دل و جگر کا مداوا ہوا ہے کون
دنیا کے ہر مرض کا مسیحا ہوا ہے کون
اللہ کے مکان میں پیدا ہوا ہے کون
کعبہ علیؑ کے حسن کا پروانہ بن گیا
طاعت کا گھر جو تھا وہ زچہ خانہ بن گیا

(۱۴۴)

ختمِ کلام ابھی نہ ہوا تھا چلے جو تیر
سمٹی برائے جنگ کئی لاکھ کی بھیر
نازاں وہ اور بھی تھے جو تھے فوج کے امیر
تیغوں کے بل پہ دشت میں آگے بڑھے شریر
اک دو کا ذکر رن میں نہیں دَل کے دَل بڑھے
دعویٰ سپہ گری پہ جنھیں تھا وہ پِل بڑھے

(۱۴۵)

شہؑ کی طرف جو بے ادبانہ بڑھی سپاہ
خاموش سر جھکا کے ہوا دیں کا بادشاہ
غیظ آ گیا، بگڑ گئے عباسؑ عرش جاہ
غازی نے مڑ کے تیغ کے قبضہ پہ کی نگاہ
بیباک و خوش جمال و دل آزار کھینچ لی
پائی تھی جو علیؑ سے وہ تلوار کھینچ لی

(۱۴۶)

بھائی کا غیظ دیکھ کے کہنے لگے امامؑ
ہے تم پہ فرض نصرت عباسؑ نیک نام
پہلو بدل رہا ہے بڑی دیر سے نیام
کاٹھی میں ہے تپاں اسداللہ کی حسام
لو ہاتھ میں امانت رب جلیل کو
منہ دیکھنا ہے تیغ میں پھر جبرئیلؑ کو

(۱۴۷)

یہ کہہ کے مڑ گئے طرفِ تیغِ شعلہ بار
کاٹھی پہ جا پڑی نظر شاہِؑ ذی وقار
کھنچتی چلی نگاہ کی صورت جو ذوالفقار
یاد آ گیا زمانۂ محبوب کردگار
وقت وغا نشانئ زوجِ بتول لی
پڑھ کر درود ہاتھ میں تیغ رسولؐ لی

(۱۴۸)

جب تک بڑھیں بڑھیں سوئے لشکر امامِؑ دیں
فوجوں پہ رن میں جا پڑے عباسِؑ مہ جبیں
اک تہلکہ جہاں میں پڑا، ہل گئی زمیں
تھی کچھ نشانئ صفِ اوّل کہیں کہیں
چل کر حسامِ صاعقہ دم خوں میں بھر گئی
رن میں دمِ نبرد کئی سو کے سر گئی

(۱۴۹)

دیکھا امام عصرؑ نے جب یہ وغا کا رنگ
بازو کا جوش پا کے بڑھی قلب کی امنگ
فوج ستم کو گھیر چکا تھا جو وقتِ تنگ
چھیڑا فرس حضور نے رن میں برائے جنگ
اُڑ کر غبار زین کے دامن پر آ گیا
گھوڑا امامؑ کا صفِ دشمن پر آ گیا

(۱۵۰)

گھوڑے کے ساتھ ساتھ چلی تیغِ برق دم
سرہائے کبر آئے بلندی سے تا قدم
وہ درد دل اُٹھا نہ ہوا تا لحد جو کم
بند آنکھ کر رہی تھی تلاشِ رہِ عدم
تلوار لے کے قافلۂ جسم و جاں چلی
دریائے خوں میں کشتئ عمر رواں چلی

www.emarsiya.com

(۱۵۱)

چلنے لگی سپاہ سے تلوار دو طرف
جانوں کا گرم ہوگیا بازار دو طرف
ہاتھوں پہ دل لئے تھے خریدار دو طرف
دم توڑتے تھے عشق کے بیمار دو طرف
آواز دے رہی تھی تجلی نگاہ کی
دو شمعیں جل رہی ہیں کسی جلوہ گاہ کی

(۱۵۲)

دو شعلے دو حسین جفاکار بن گئے
پاکر کسی کا حسن دل آزار بن گئے
پہلو سے باہر آ کے طرحدار بن گئے
چہرے سے ہٹ کے آئینے رخسار بن گئے
آغوش ہے وہ ناز کا جس میں مکیں ہیں یہ
پہلے کسی کا حسن تھا اور اب حسیں ہیں یہ

(۱۵۳)

آئے ہیں دو نقاب اُٹھائے ہوئے حسیں
پردے نیام کے ہیں کہیں اور خود کہیں
روشن ہے دور تک رخ پر نور سے زمیں
پرتو میں چاند سے یہ کسی طرح کم نہیں
آپس کے اتحاد کی تیغیں گواہ ہیں
ہیں دو جدا ہلال ملیں گر تو ماہ ہیں

(۱۵۴)

پھیلی ہوئی ہیں رخ کی ضیائیں اِدھر اُدھر
بھرپور ہیں دلوں پہ جفائیں اِدھر اُدھر
محشر کئے ہوئے ہیں ادائیں اِدھر اُدھر
رد ہو رہی ہیں رخ کی بلائیں اِدھر اُدھر
جادے عدم کے وقت وغا بھرتے جاتے ہیں
عشاق لے کے رخ کی بلا مرتے جاتے ہیں

(۱۵۵)

اب تک تو ایک برق کا مشہور ہے اثر
اللہ رے نور تاب تو لائے کوئی نظر
پہنچی ہے کوہ طور کی جلتی ہوئی خبر
اللہ کے کلیم ذرا دیکھئے ادھر
ہوش آنے پر بھی قلب تحمل نہ پائے گا
دو بجلیوں سے آج مکرر غش آئے گا

(۱۵۶)

حسن ملیح ہے گلِ رخسارِ مصر میں
کس کی نظر ہے نرگسِ بیمارِ مصر میں
پھر گل کھلے ہیں دامنِ گلزارِ مصر میں
دونوں یوسفوں کا دور ہے بازارِ مصر میں
دنیائے عشق میں اثر انقلاب لے
حسرت جسے جسے ہے وہ دوہرے شباب لے

(۱۵۷)

دونوں دیارِ حسن میں تیغیں ہیں لاجواب
جن کو کیا ہے دھار کی تیزی نے انتخاب
وہ جوہروں کا تن کی لطافت میں پیچ و تاب
اُلجھی ہوئی وہ زلف وہ کھنچتا ہوا شباب
وہ رحم کیا کریں جنہیں عادت جفا کی ہے
اُٹھتے ہوئے قدوں میں کچھاوٹ بلا کی ہے

(۱۵۸)

چلا رہے ہیں دشت میں دلدادۂ جمال
کرتے ہیں ہم اُپی ہوئی دھاروں پہ خوں حلال
رگ رگ میں جس سے زخم ہو ایسی کوئی ہو چال
کس کام کے وہ دل جو نہ ہوجائیں پائمال
مخفی جو حسن تھا وہ نگاہوں پہ چڑھ گیا
رخ کی چمک سے درد کلیجوں کا بڑھ گیا

www.emarsiya.com

(۱۵۹)

قرباں ہیں جن پہ زخم قیامت ہے وہ بناؤ
اپنا لہو شریک ہے جس میں وہ رخ دکھاؤ
پہلو میں دل ملے گا کلیجے کا غم نہ کھاؤ
لینا ہو جاں تو خون کی دھاروں پہ آؤ جاؤ
سر پر پڑے جو زلف کا سایہ جنوں بھی ہو
ظالم اگر رہو تو کلیجے کا خوں بھی ہو

(۱۶۰)

موت آئے یا نہ آئے جفائیں نہ چھوڑنا
جس سے مرض بڑھے وہ دوائیں نہ چھوڑنا
جانچے ہوئے رخوں کی بلائیں نہ چھوڑنا
قاتل ہو جس سے تم وہ ادائیں نہ چھوڑنا
چلتی ہوئی زبان فسانہ پلٹ نہ دے
وہ حسن ہی نہیں جو زمانہ پلٹ نہ دے

(۱۶۱)

چہروں پہ زلف ڈال کے چلنا نصیب ہو
گردوں کی طرح رنگ بدلنا نصیب ہو
زخموں میں دل کے آ کے نکلنا نصیب ہو
ہر معرکہ میں پھولنا پھلنا نصیب ہو
آئی ہوئی بلاؤں کا غم رہزنوں پہ ہو
گر ہو تو چشم بد کا اثر دشمنوں پہ ہو

(۱۶۲)

رن میں نگاہِ مست ہر اک فتنہ گر کی ہے
امید نفعِ حُسن سے دل کو ضرر کی ہے
ہو تیز اور دھار یہ حسرت جگر کی ہے
اُٹھتے ہوئے شباب پہ دہشت نظر کی ہے
ہوں کچھ اثر حفاظت ربِّ جلیل کے
تعویذ ہوں گلے میں پرِ جبرئیلؑ کے

(۱۶۳)

آفت تھا اُن اُپی ہوئی تیغوں کا رن میں رنگ
جتنا نہائیں خون میں اُتنی بڑھے امنگ
فوجیں لہو بھرے ہوئے رخ سے ہوئیں ہیں دنگ
جوڑا شہانا اور بھی آفت تھا وقتِ جنگ
لشکر میں تہلکہ تھا زرِ جاں کی لوٹ سے
کوسوں زمین سرخ تھی چہروں کی چھوٹ سے

(۱۶۴)

کثرت وہ جوہروں کی وہ اونچے قدوں کا خم
بہکی ہوئی وہ چال اداؤں کا وہ ستم
تن کر ہزار بار چلیں اور پھریں نہ دم
دل پر ہو جن کا نقش وہ سمجھے ہوئے قدم
گردوں پہ جائیں یا سر گاوِ زمیں چلیں
پڑتی تھی دل پہ چوٹ قدم کی کہیں چلیں

(۱۶۵)

ذاتی اصالتیں تھیں ہر اک تیغ کو بہم
وہ جوہروں کی بکھری ہوئی زلف جن میں خم
نیلا تنوں کا رنگ نمایاں بسانِ سم
آفت کی دھار، قہر کا پانی، بلا کا دم
دل پر نہ کوئی راہ کی دوری کا غم لیا
کشتیٔ دل کو تا بہ عدم لا کے دم لیا

(۱۶۶)

وہ تیغیں جن کا اہلِ شجاعت میں اعتبار
عالم میں تھیں جو احمدؐ و حیدرؑ کی یادگار
دونوں کو اپنی اپنی جگہ تھا یہ افتخار
رکھتے ہیں ہم خدا کی خدائی کا اختیار
رن میں سپاہ تن کے شراروں سے جلتی جائے
دنیا پلٹتی جائے جو کروٹ بدلتی جائے

www.emarsiya.com

(۱۶۷)

اُن میں سے ایک تیغ یہ کہتی تھی بار بار
مانے ہوئے ہے میری اصالت کو روزگار
خیبر میں جو چلی ہے وہی ہوں میں ذوالفقار
گر ہو نہ قصہ ہائے روانی کا اعتبار
پنہاں صلے نہیں ہیں خدائے جلیل کے
دفتر کھلے ہوئے ہیں پرِ جبرئیلؑ کے

(۱۶۸)

لے آیا جب فلک کی بلندی سے تن کا نور
اُس دن سے پھر رہی نہ میں حق کے ولی سے دور
خندق سے جب تھا لشکر اسلام کا مرور
رخ کی ضیا کے ساتھ تھی مانند برق طور
حد کی سبک میں دیدۂ اہل نظر میں تھی
جبریل کے پروں پہ علیؑ کے کمر میں تھی

(۱۶۹)

خیبر سے مرتبہ ہوا عالم پر آشکار
مرحب کے قتل سے ہوں نمودار و نامدار
جبریل کے پروں پہ جو پہنچا علیؑ کا وار
اس دن سے اور بڑھ گیا تیغوں میں اعتبار
روح الامیں کے لطف سے مانوس ہوگئی
جوہر کے فیض سے پرِ طاؤس ہوگئی

(۱۷۰)

آیا علیؑ کو غیظ تو دنیا بدل گئی
تلوار وقت جنگ ہزاروں سے چل گئی
جس صف پہ تیغ لے کے چلے منہ کے بل گئی
تھی اک مہیں جو غیظ سے بچ کر نکل گئی
وقت وغا دلوں پہ ہیں سکّے دلیر کے
کس نے امان پائی ہے پنجہ سے شیر کے

(۱۷۱)

مارا اُنہیں جری تھے جو عالم کے تیغ زن
ہنگام غیظ سرخ تھا کوسوں لہو سے بن
عالم میں کون ہے اسد حق سا صف شکن
کاغذ کی طرح چاک کئے ظالموں کے تن
جب آ گئی میں ہاتھ میں کھینچ کر دلیر کے
کچھ اور آب آ گئی ناخن میں شیر کے

(۱۷۲)

میداں میں ذوالفقار کی سن سن کے یہ صدا
کہتی تھی ہنس کے تیغ علمدارِ باوفا
ہوتی ہے اپنے منہ سے کب اپنی کوئی ثنا
مجھ سے سنو روانیٔ شمشیرِ مرتضیٰؑ
دو دل یہ وہ ہیں جن کو تمنا تھی ساتھ کی
دو قبضوں پر بٹی ہوئی طاقت تھی ہاتھ کی

(۱۷۳)

حاصل مجھے بھی ہے شرفِ دستِ شیر حق
میں بھی پڑھے ہوئے ہوں رسالوں کا ہر ورق
انساں تو کیا برش سے دلِ کوہ تک ہے شق
میں جب چلی زمین کے کانپا کئے طبق
شرمندہ سیلِ خوں سے کیا رودِ نیل کو
کرتی رہے تلاش پر جبرئیلؑ کو

(۱۷۴)

پنہاں جو مجھ میں تھی غرض شاہ لا فتا
اکثر لڑائیوں میں لیا امتحاں مرا
تقدیر لائی تاحد پہلوئے مرتضیٰؑ
تھی جس میں ذوالفقار ملی بخت سے وہ جا
ناز اس پہ تھا چنی ہوئی دست علیؑ کی تھی
خالق کی تھی وہ تیغ میں حق کے ولی کی تھی

www.emarsiya.com

(۱۷۵)

برسوں یونہیں رہی نظر لطف مرتضیٰؑ
پیدا ہوئے جو حضرتِ عباسؑ با وفا
جب پانچویں برس کی نظر آئی ابتدا
پھرنے لگی نگاہ میں تصویر کربلاؑ
اشکوں سے منہ ملال میں دھویا کئے علیؑ
مجھ کو کمر میں باندھ کے رویا کئے علیؑ

(۱۷۶)

میں اور ذوالفقار ہوں اس دن سے ایک ذات
مجھ سے نہاں نہیں ہیں لڑائی کے واقعات
کھایا کئے ہیں خوف زمانے کے ذی حیات
ہم جب چلے جہاد میں دن کر دیئے ہیں رات
دم میں زمین جنگ کا طبقہ اُلٹ گیا
برہم اگر ہوئے تو زمانہ پلٹ گیا

(۱۷۷)

جب تک رہا زمانۂ محبوبؐ کبریا
میداں میں ذوالفقار تھی اور لشکرِ جفا
دستِ علیؑ پہ جنگ میں قبضہ اسی کا تھا
دل پر اسی کی ضرب کے سکّے تھے جا بجا
کھلتے رہیں ہیں گل چمنِ روزگار کے
اتنے دنوں میں ساتھ نہ تھی ذوالفقار کے

(۱۷۸)

ہوں میں وغائے خیبر و خندق سے بے خبر
جب تک نہ تھے جہان میں عباسؑ نامور
صفین کے جہاد کا مجھ سے سنو اثر
نکلی تھی وقت جنگ یہی تیغِ شعلہ ور
تھی اختیارِ فاتحِ بدر و حنین میں
ہے آج تیغِ تیز جو دستِ حسینؑ میں

(۱۷۹)

صفین میں چلی تھی جو یہ تیغِ شعلہ ور
میدان میں شام و روم کے حیراں تھے نامور
کیا تذکرہ ہو دھار کا ہنگام شور و شر
کر دیں ہوائے تیغ نے فوجیں اِدھر اُدھر
نامی جو پہلواں تھے وہ خواہانِ گور تھے
لشکر میں ذوالفقار کی طاقت کے شور تھے

(۱۸۰)

اتنا تو میں سنے ہوئے خیبر کا ہوں اثر
لڑنے چلا جو واقفِ اسرار خشک و تر
تیزیٔ ذوالفقار سے مرحب تھا باخبر
جس ضرب سے لرز گئے روح الامیں کے پر
اللہ رے ظرف قوتِ قلب حسام کا
رگ رگ میں زور لے کے چلی تھی امام کا

(۱۸۱)

صفین کے پرے تھے جو جرأت کے رنگ میں
عباسؑ بھی شریک تھے اس وقتِ تنگ میں
نو دس برس کا سن بھی بھرا تھا امنگ میں
تھا میرا شاہزادۂ عالم بھی جنگ میں
غیظ علیؑ سے شانِ خدا دیکھتی رہی
میں بھی کسی کمر میں وغا دیکھتی رہی

(۱۸۲)

غیظ علیؑ سے کروٹیں لیتا تھا آسماں
پائی شکست اُنھوں نے جو نامی تھے پہلواں
آئی بلا سروں پہ تم آئے جہاں جہاں
لائی ہے ذوالفقار کی تیزی کہاں کہاں
دیکھو وہی ہو تم وہی دشتِ وغا میں ہم
آئے ہیں فتح پائے ہوئے کربلا میں ہم

www.emarsiya.com

(۱۸۳)

توڑے گا جو شریعتِ احمدؐ کا بندوبست
کہلائیں گے وہ خلق میں عادات قلب مست
خوش ہوں گے گھر اُجاڑ کے خالق کا بت پرست
نازاں یہاں کرے گی تمہیں ظاہری شکست
جس بات پر ہٹ آئی ہو اس میں بقا رہے
عالم میں ہم ہوں یا نہ ہوں دینِ خدا رہے

(۱۸۴)

بھولے نہ ہوں گے شیر الٰہی کے فن کی چھوٹ
صفین سے رہے گی قیامت تلک یہ پھوٹ
اسلام کو رُلائے گی سیدانیوں کی لوٹ
تم کہنا ہم کو فتح ملی ہم کہیں گے جھوٹ
احساں ہے ذرّیاتِ علیؑ و بتولؑ کا
جب تک اذاں میں نام رہے گا رسولؐ کا

(۱۸۵)

میداں میں لڑ رہے تھے دل و جانِ بوترابؑ
ان کا نہ تھا نظیر نہ اُن کا کوئی جواب
اک سمت حملہ ور تھے شہِؑ آسماں جناب
تڑپا رہا تھا دل کہیں عباسؑ کا شباب
بچتا نہ تھا جری وہ، جسے دیکھ پاتے تھے
ایسے منجے تھے ہاتھ جو خالی نہ جاتے تھے

(۱۸۶)

دو حملہ ور دلیر تھے اور دشتِ کارزار
دو سمت فوج ظلم میں تھا حشر آشکار
اُٹھتا تھا دو طرف کا لرزتا ہوا غبار
دو شیر گرسنہ کی ہر اک سمت تھی پکار
دو بازوؤں پہ ناز تھا ربِّ جلیل کو
دو تیغیں ڈھونڈھتی تھیں پر جبرئیلؑ کو

(۱۸۷)

دونوں جری ہیں ماہر فنِ سپہ گری
بس میں ہر اک کے تھی صفِ لشکر کی ابتری
دو شیر ہیں نہنگِ محیطِ دلاوری
دونوں میں ہے بٹا ہوا زورِ غضنفری
غازی ہیں، نامور ہیں، جری ہیں، دلیر ہیں
دو بیشۂ ہژبرِ الٰہی کے شیر ہیں

(۱۸۹)

اللہ ری وغائے جگر گوشۂ بتولؑ
ہر وار پر تھے دو تن اعدا کے عرض و طول
میداں میں تین طرح کی تھیں قوتیں حصول
خالق کا زور، زورِ علیؑ، قوتِ رسولؐ
ہر ضرب تربیت کی ہے شہرت لئے ہوئے
گودی میں آج تک ہے نبوت لئے ہوئے

(۱۹۰)

آفت کئے تھا بازوئے شاہؑ ہدا کا زور
تھا پست جس کے سامنے فوجِ جفا کا زور
بتلا رہا تھا لختِ دلِ مرتضیٰؑ کا زور
پایا ہے میں نے ارث میں دستِ خدا کا زور
رن میں لڑے گی فوج وہ کیا جس میں دم نہیں
میری وغا کو زور امامت کا کم نہیں

(۱۹۱)

تیغیں وہ صاف صاف ہو آئینہ جس سے دنگ
اک کے شباب اک کے بڑھاپے کی وہ امنگ
دونوں طرف وہ جوش وہ انگڑائیوں کا رنگ
فوجوں کا وہ ہجوم وہ دو بھائیوں کی جنگ
دل ضربتوں کا رن میں اثر لیتا جاتا تھا
اک دوسرے کو داد وغا دیتا جاتا تھا

www.emarsiya.com

(۱۹۲)

جھک جھک کے تیغیں ڈھونڈھتی تھیں رن میں کھو کے عکس
اعدا کے خوں سے لال تھے دامن بھگو کے عکس
جب چاہا صاف ہوگئے چہروں کو دھو کے عکس
آپس کا لطف دیتے تھے نزدیک ہو کے عکس
زخموں میں آ کے دل کی کلی کھلتی جاتی تھی
اک دوسرے کی تیغ گلے ملتی جاتی تھی

(۱۹۳)

دو شیر محو جنگ تھے مابینِ رزم گاہ
بچتی نہ تھی ادھر نہ اُدھر شام کی سپاہ
بے جاں دیئے ہوئے کہیں ملتی نہ تھی پناہ
تیغیں تھیں رن میں بھاگنے والوں کی سدِّراہ
ہر نالہ زخم کا لب فریاد تک گیا
نکلا جو صف سے وہ عدم آباد تک گیا

(۱۹۴)

یوں لڑ رہے تھے شاہؑ و علمدار ذی حشم
آپس میں ہو رہے تھے اشارے یہ دمبدم
اب اپنے اپنے بس میں کرو لشکرِ ستم
دریا پہ تم چلو سوئے کوفہ رواں ہوں ہم
مارو سپاہ ظلم کو میداں میں گھیر کے
فوجیں نکلنے پائیں نہ پنجوں سے شیر کے

(۱۹۵)

پایا جو یہ اشارۂ چشم امامؑ دیں
کی عرض منتشر ابھی ہوگی سپاہ کیں
اُلٹی یہ کہہ کے غیظ میں کہنی تک آستیں
ہوتے ہی سرخ آنکھ کے ہلنے لگی زمیں
قوت بڑھی کچھ اور لڑائی کے شوق میں
جھپٹا سپہ پہ شیر ترائی کے شوق میں

(۱۹۶)

برہم ادھر کچھ اور ہوئے شاہ مشرقینؑ
زور یداللہ ہی سے بڑھے فوج پر حسینؑ
بگڑا ہوا جو تھا پسرِ فاتحِ حنین
تھی کروٹوں میں تیغ کی دنیا کی زیب و زین
تھا سرخ رنگ دامنِ نصف النہار کا
آشوب چشم دہر تھا خوں ذوالفقار کا

(۱۹۷)

دو دل نے مل کے دشت میں بدلا وغا کا رنگ
دو تیغیں اور لشکرِ اعدا کے قلب تنگ
دو غازیوں کے دل کی وہ بڑھتی ہوئی امنگ
دو دھاریں وہ اُپی ہوئی دونوں طرف وہ جنگ
جو وار سر تک آ گیا اک حشر کر گیا
جو ہاتھ پڑ گیا وہ زمیں تک اُتر گیا

(۱۹۸)

بگڑے ہوئے جو تھے اسد اللہ کے پسر
اک تہلکہ کئے تھی ہر اک تیغِ شعلہ ور
بچتے نہ تھے سوار و پیادہ اِدھر اُدھر
سر کٹ کے گر رہے تھے برابر زمین پر
چھوٹے تھے دم کی طرح وغا کے فنون بھی
تن کی طرح سے کروٹیں لیتا تھا خون بھی

(۱۹۹)

صف اُف رے انتشار کہیں کی کہیں پہ تھی
تحریرِ نامرادیٔ قسمت جبیں پہ تھی
پیشانیوں کی مٹ کے شکن آستیں پہ تھی
حسرت بلا کی ہر نگۂ واپسیں پہ تھی
کیا جلد زندگی کا زمانہ بدل گیا
امیدِ فتح دل میں رہی دم نکل گیا

www.emarsiya.com

(۲۰۰)

آفت کا انتشار تھا مابینِ کارزار
گھوڑوں کی دوڑ دھوپ سے پس پس گئے سوار
میداں میں چل رہی تھی ہر اک تیغ شعلہ بار
دو ہو رہا تھا تن کی طرح پیچ کا غبار
جب کوئی تیغ چل کے نکلتی تھی فوج سے
ذرّے لہو بھرے ہوئے گرتے تھے اوج سے

(۲۰۱)

مشکل وہ جاں کنی کی وہ گہرے جگر کے گھاؤ
وہ بجلیوں کا کوندنا وہ فوج کا جماؤ
وہ باد تند و تیز وہ تیغوں کی آؤ جاؤ
میداں میں اُڑ گئے تھے کہیں سے کہیں پڑاؤ
بربادیاں نثار تھیں لشکر کے جوش پر
خیمے کھنچے ہوئے تھے ہواؤں کے دوش پر

(۲۰۲)

بے حد جری تھے جان و دلِ ضیغمِ الٰہ
تن ذرہ ہائے خاک کی صورت کئے تباہ
رن میں ہجوم فوج سمیٹا بعزّ و جاہ
دو ٹکڑے ہو کے بٹ گئی دونوں طرف سپاہ
مولا سپہ جو جادۂ صحرا پہ لے چلے
عباسؑ فوج شام کو دریا پہ لے چلے

(۲۰۳)

تھی دیدنی تباہیٔ افواجِ روم و شام
دو غازیوں کے ساتھ تھا لاکھوں کا اژدہام
دو تیغیں وقتِ جنگ تھیں مشغول اہتمام
دو افسروں کے ہاتھ میں تھا کوچ اور مقام
عالم عجیب وقتِ وغا فوج کیں کے تھے
سردار تھے کہیں کے سپاہی کہیں کے تھے

(۲۰۴)

یہ لشکر یزید میں برپا ہے شور و شر
میداں سے فوج لے کے علیؑ کے چلے پسر
بس میں روا روی کے ابھی ہے ہر اک بشر
دیں گے جہاں یہ حکم کھلے گی وہاں کمر
یہ سب پرے مطیع ہیں دو بادشاہ کے
بتلا رہے تھے اُڑ کے پھریرے سپاہ کے

(۲۰۵)

باجوں کے دل پہ بھی تھا اثر رزم گاہ کا
کہتے تھے طبل جنگ ارادہ سپاہ کا
قرنا کی تھی صدا کہ رہے دھیان راہ کا
فوجیں کسی کی، حکم کسی بادشاہ کا
دف اُلٹے بج رہے تھے ہر اک کینہ خواہ کے
نامِ حسینؑ لیتے تھے ڈنکے سپاہ کے

(۲۰۶)

تھے دوسرے ہجوم کے عباسؑ حکمراں
فوجیں وہیں پہ چلتی تھیں کہہ دیتے تھے جہاں
تھی سمت بحر چشم غضب ناک سے عیاں
مڑتی ہوئی نگاہ کے قبضہ میں تھے نشاں
ممکن نہ تھا جو تھم سکیں جادوں پہ راہ کے
تھے پاؤں اختیار میں جنگی سپاہ کے

(۲۰۷)

اک عالم سکوت میں تھا لشکر گراں
لاشوں کی طرح ہوگئیں روحیں رواں دواں
سینانیوں کی بند تھی میدان میں فغاں
ڈنکا بجا رہی تھی حسامِ شرر فشاں
برہم پسر ہے فاتحِ بدر و حنین کا
میر سپہ ہے قوتِ بازو حسینؑ کا

www.emarsiya.com

(۲۰۸)

خاک اُڑ رہی تھی تیز جو تھے رن میں راہوار
پیدل کچل رہے تھے گرے پڑتے تھے سوار
یوں جا رہا تھا نہر پہ حیدرؑ کا یادگار
فوجِ ستم تھی بیچ میں چاروں طرف غبار
اتنا نشان گرد میں ملتا ہے راہ کا
پنجہ چمک رہا ہے حسینؑ سپاہ کا

(۲۰۹)

اللہ کیا جری تھے دل و جان بوترابؑ
دونوں کے بس میں تھی سپہٗ خانماں خراب
یوں جا رہے تھے فوج لئے وقت انقلاب
اک دوسرے کی تیغ کا دیتا ہوا جواب
قائم رہے جہاد یہ تھی دین کی صدا
دونوں طرف سے آتی تھی تحسین کی صدا

ساقی نامہ(۲۱۰)

لاکھوں سے جنگ اس پہ نہ دہشت نہ غم نہ یاس
ہر ضرب وہ منجی ہوئی، حملے وہ باحواس
وہ اپنی اپنی فوج وہ ہمت وہ بے ہراس
وہ دوپہر کا وقت وہ سولہ پہر کی پیاس
جلتی ہوئی زمین سے بالو پہ روپ ہے
اُڑتا ہوا دھواں ہے قیامت کی دھوپ ہے

(۲۱۱)

دل کی تپش سے وقتِ وغا گرم ہیں مزاج
برسوں کی انقلاب نما حدتیں ہیں آج
کانٹوں کے اختیار میں ہے پیاس کا علاج
ساقی کہیں ہے مئے کہیں پانی کی احتیاج
سمجھوں گا راز گر تپشِ دل عیاں نہ ہو
بیکار وہ شراب ہے جس میں دھواں نہ ہو

(۲۱۲)

سمجھوں عبث ملے جو مجھے چشمہٗ حیات
وابستہٗ امید ہے دنیا میں میری ذات
سُن مجھ سے کربلا کی لڑائی کے واقعات
کوثر اُدھر ہے، میں ہوں اِدھر، بیچ میں فرات
جھک کر سمند حرص کے پاؤں کو پے کرے
جنت وہ لے جو پیاس کی منزل کو طے کرے

(۲۱۳)

جھپٹا ہے شیر فوج پہ جرّار کی طرح
رایت لئے ہے حیدرؑ کرار کی طرح
ہے دوش پر نشاں کسی سرشار کی طرح
جاتا ہے جھومتا ہوا میخوار کی طرح
ضو میں جو سرخ رنگ ہے بے حد ستم کا ہے
ڈوبا ہوا شراب میں پنجہ علم کا ہے

(۲۱۴)

مئے دوستوں کو شہد ہے دشمن کو زہر ہے
رحمت کہیں خدا کی، کہیں حق کا قہر ہے
کیا جانے کتنا جوش پہ جنت کی نہر ہے
آئینۂ علم میں وہ کوثر کی لہر ہے
نشہ ہے مئے کا دھوپ ہے یا آفتاب کی
اتنی بلند ہو گئیں موجیں شراب کی

(۲۱۵)

اللہ ری سعیٔ جنگِ علمدارِ نامور
لے آئے ہیں بھگاتے ہوئے رن سے فوجِ شر
ہے قربِ نہر ساقیٔ تسنیم کا پسر
چہرہ وہ لال لال وہ ماتھا عرق سے تر
پر نور رخ نے رنگ اُڑائے ہیں دور کے
قطرے ٹپک رہے ہیں شراب طہور کے

www.emarsiya.com

(۲۱۶)

تاویل کا محل نہ یہاں ہے مقام غور
ایماں کی میکشی کے نرالے ہیں سب سے طور
اس میں کوئی گھڑی ہے نہ ہے وقت کوئی اور
ہو لے جو دوپہر تو چلے ساغروں کا دور
کی ہے تپش پسند خدائے قدیر نے
سکھلا دیا ہے محفلِ روز غدیر نے

(۲۱۷)

دوشِ ہوائے گرم پہ اُڑتی ہوئی وہ خاک
وہ وحی کا نزول، وہ دل تیغ غم سے چاک
وہ وادیٔ غدیر، وہ احمدؐ کا انہماک
تبلیغ کا وہ حکم، وہ صحرائے ہولناک
دشمن بھی ساتھ ساتھ ہیں احباب کی طرح
ذرّے بچھے ہیں قاقم و سنجاب کی طرح

(۲۱۸)

ساقی سجی ہے بزم ترے اعتبار پر
قابو نہیں تپش سے دلِ بے قرار پر
ہے رنگ مئے بلندیٔ چشمِ خمار پر
محفل کا آفتاب ہے نصف النہار پر
دن کٹ نہ جائے وادیٔ خم غدیر کا
صدقہ کوئی ملے گا جنابِ امیرؑ کا

(۲۱۹)

مشتاق گفتگو کے صغیر و کبیر ہیں
منبر پہ بادشاہِ بشیر و نذیر ہیں
مولاؑ نبی کی طرح شہؑ قلعہ گیر ہیں
ہاتھوں پہ مصطفیؐ کے جنابِ امیرؑ ہیں
دیکھے ترقیاں کوئی زوجِ بتول کی
معراج ہے بلندیٔ دستِ رسولؐ کی

(۲۲۰)

دل ہے کہیں جو ہم تری بزم عطا میں ہیں
پہنچے ہوئے یہ سلسلے دشتِ وغا میں ہیں
نورِ خدا کئے نگہۂ مدعا میں ہیں
دو بھائی ہیں غدیر میں دو کربلا میں ہیں
عباسؑ کا ہو ذکر کہ جانِ بتولؑ کا
حیدرؑ کا نام لے کے پیئوں، یا رسولؐ کا

(۲۲۱)

ہو دوہری دوہری بزم جو ہوں دوہرے دوہرے جام
ساقی کے نورِ عین ہیں دو اور فوجِ شام
دونوں کے مرتبے میں کسی کو نہیں کلام
بیٹا کوئی امامؑ کا اور خود کوئی امامؑ
جوش ولائے ساقیِ کوثر کا شور ہو
نشّہ میں دو اماموں کی قوت کا زور ہو

(۲۲۲)

تو اس خوشی میں سوچ نہ انجام ساقیا
بیتاب ہے بہت دلِ ناکام ساقیا
ہوگا عطائے مئے سے ترا نام ساقیا
دیتے ہیں کیف چھوٹے بڑے جام ساقیا
یہ عکس جن میں ہو اُنہیں جاموں پہ ہاتھ ہو
عباسؑ اور حسینؑ کی تصویر ساتھ ہو

(۲۲۳)

دے جلد مئے کہ جوش طبیعت کا گھٹ نہ جائے
ڈر ہے کہیں شراب محبت کی بٹ نہ جائے
دل تیرا بار بار عطاؤں سے ہٹ نہ جائے
دہشت ہے مجھ کو مئے کا کہیں رنگ کٹ نہ جائے
غل ہے تری حسام کا افواج شام میں
ساقی وہ ذوالفقار چمکتی ہے جام میں

www.emarsiya.com

(۲۲۴)

کی ہے تری خوشی کی یہ تدبیر ساقیا
پیشِ نظر ہے جذب کی تاثیر ساقیا
کھینچی علم کی جام نے تصویر ساقیا
دیکھی وغائے بازوئے شبیرؑ ساقیا
جان اپنی دی سپاہ نے آپس کی پھوٹ سے
دھانی ہوئی شراب پھریرے کی چھوٹ سے

(۲۲۵)

عباسؑ کے ہے حسن کی تاثیر یا نہیں
ساقی ہے جام میں تری تنویر یا نہیں
آئی پسند عکس کی تدبیر یا نہیں
کیوں ہے ترے شباب کی تصویر یا نہیں
وقت عطائے مئے ترا فرزند ساتھ ہے
عباسؑ کا یہ ہاتھ ہے، یا تیرا ہاتھ ہے

(۲۲۶)

کیا کام دے گی موج کوئی رودنیل کی
خواہش ہے دل کو رحمتِ رب جلیل کی
لائی ہے قربِ نہر ہوس سلسبیل کی
آئی ہوائے سرد پرِ جبرئیلؑ کی
حسرت اسے بھی ہے دلِ ناکام کی طرح
منہ مشک کا کھلا ہوا ہے جام کی طرح

(۲۲۷)

نشہ میں ساقیا ہیں اثر مشرقین کے
ساغر میں تیرے رنگ ہیں جنت کی زین کے
لب خشک ہیں عطش سے ترے نورِ عین کے
پیاسے ہیں تین روز سے بچے حسینؑ کے
حسرت ہے اس کی کوششِ دل کوئی کام دے
بھر جائے جس سے مشک سکینہؑ وہ جام دے

(۲۲۸)

بچوں کا قلب کھنچ کے لبوں تک فغاں سے آئے
پانی طلب پہ بھی نہ سپاہِ گراں سے آئے
جلتی ہوئی زمین پہ کوثر جناں سے آئے
ساقی ہوائے سردِ بہشتی کہاں سے آئے
دے گر کسی کو جام تو پیاسوں کا نام لے
سیدانیوں کی ڈوبتی کشتی کو تھام لے

(۲۲۹)

کوئی صدا یہ آتی ہے خیمہ سے بار بار
مشک سکینہؑ نہر سے بھر لا ترے نثار
قابل ہے اب تو رحم کے بچوں کا حال زار
پانی کسی کے پاس تو ہو وقت احتضار
دشمن ہوئے ہیں جمع شہؑ مشرقین کے
بن موت جان دیتے ہیں بچے حسینؑ کے

(۳۳۰)

کہنا کبھی کنیز سے یہ دل کا مدّعا
فضہؑ نکل کے خیمہ سے باہر خبر تو لا
عباسؑ کس طرف ہیں کہاں سبطِ مصطفیؐ
دو دن کی تشنگی میں دلیروں نے کیا کیا
کچھ کیفیت بتا تو ہر اک تشنہ کام کی
سنتی ہوں فتح پائی ہے فوجوں پہ شام کی

(۳۳۱)

دل کی یہ آرزو ہے کہ وہ دن خدا دکھائے
سقّا حرم کا نہر سے مشکیزہ بھر کے لائے
خیمہ میں فوج دیں کا علم خیریت سے آئے
چھوٹی بہو علیؑ کی نہ وارث کا غم اُٹھائے
غربت میں دور رنج و الم کی بلا رہے
بھاوج مری جہاں میں سہاگن سدا رہے

www.emarsiya.com

(۳۳۲)

عہد طفولیت سے یہ شیدا وفا کا ہے
نور نگاہ و لخت جگر مرتضیٰؑ کا ہے
بچپن سے شوق میرے جری کو وغا کا ہے
میں خوب جانتی ہوں کہ غصّہ بلا کا ہے
کی یوں تلاش آب میں کوشش دلیر نے
فوجوں سے لے لیا ہے ترائی کو شیر نے

(۳۳۳)

ہوں کم جو فوج ظلم کی ایسی نہیں جفائیں
دل پر وہ میری تشنہ دہانی کا غم نہ پائیں
میں رخ کی لوں بلائیں جو صورت مجھے دکھائیں
جلدی کہیں حسینؑ کے ہمراہ گھر میں آئیں
یا رب نہ ہو یہ حملۂ آخر دلیر کا
جانا لبِ فرات مبارک ہو شیر کا

(۳۳۴)

بے انتہا ہے کثرت افواج بد شعار
قرباں بہن ہو فوج مخالف سے ہوشیار
اک دوسرے کا ہو نگراں وقت کارزار
فضہؑ بتا تو کچھ خبر شاہ نامدار
پنہاں ہیں واقعاتِ شہِ مشرقین بھی
بھائی کے ساتھ نہر پہ ہیں کیا حسینؑ بھی

(۳۳۵)

فضہؑ نے سوئے دشت نظر کرکے یہ کہا
دریا سے مشک بھر چکے عباس با وفا
کوفہ کو فوج لے گئے سلطان کربلا
حیدر کا شیر نہر پہ تنہا ہے میں فدا
رن میں مقابلہ ہے ہر اک کینہ خواہ سے
تلوار چل رہی ہے برابر سپاہ سے

(۳۳۶)

تنہا پہ بے وطن پہ ہے انبوہ فوج شام
بی بی قریب نہر ہے لاکھوں کا اژدہام
غازی کے آس پاس چمکتی ہے ہر حسام
صدقے گئی تمام ہیں عباسؑ نیک نام
ظالم جری پہ کرکے ستم پیچھے ہٹ گئے
تلواریں بازوؤں پہ پڑیں ہاتھ کٹ گئے

(۲۳۶)

بے حد لہو کے بہنے سے جاتی رہی امنگ
اب تو وغا کا دشت میں بگڑا ہوا ہے رنگ
کام آئی کوئی سعی نہ غازی کی وقت جنگ
ہے ہے غضب ہوا وہ پڑا مَشک پر خدنگ
ارمان تا خیام پہنچنے کا رہ گیا
لونڈی نثار مشک کا پانی بھی بہہ گیا

(۲۳۷)

سینے پہ ہاتھ مار کے زینبؑ نے یہ کہا
کوفہ سے کیا پھرے نہیں مظلومِ کربلا
ہے ہے اب ایسے وقت میں میں کیا کروں بتا
جاتی ہوں رن میں بہر مدد اوڑھ کر ردا
جیتی ہوں میں ملال کے کھانے کے واسطے
کوئی تو ہو جری کے بچانے کے واسطے

(۲۳۸)

کہنا یہ شاہؑ سے کبھی با چشم اشکبار
بس اب کریں حضور نہ اعدا سے کارزار
کوفہ سے پھر کے آیئے اے شاہؑ نامدار
دم بھر میں ختم ہے شہؑ مرداں کا یادگار
زندہ جہاں میں پیاس کا مارا نہیں کوئی
اس وقت بیکسی میں سہارا نہیں کوئی

www.emarsiya.com

(۲۳۹)

زینبؑ نثار سبطِ رسولؐ زماں ہیں آپ
عباسؑ کی دلیریوں کے قدرداں ہیں آپ
امید بیکسوں کی وہاں ہے جہاں ہیں آپ
دم توڑتا ہے دشت میں بھائی کہاں ہیں آپ
بچوں سمیت رن میں مسافر سے چھٹ گئی
بھائی سفر میں زوجۂ عباسؑ لٹ گئی

(۲۴۰)

وہ قیدِ فوجِ ظلم، وہ غربت وہ خوردسال
منجدھار میں وہ ناؤ وہ وارث کا انتقال
بچوں کا رنج، گھر کے اُجڑ جانے کا ملال
ماتم کی صف پہ بیٹھ کے کھولے ہیں سر کے ہیں بال
وہ دیکھنا ہے ہجر جو قسمت دکھائے گی
ہے اس کا انتظار کہ میت کب آئے گی

(۲۴۱)

سینے میں ہے جو ناخنِ تدبیر کی خراش
ہوتا ہے دل یتیموں کی باتوں سے پاش پاش
کہنا یہ ماں سے باپ کی میت کی ہے تلاش
مل جائے اذن اگر ہمیں لے آئیں گھر میں لاش
مجبوریاں ہیں دل کی پشیماں کئے ہوئے
بچے کھڑے ہیں چاک گریباں کئے ہوئے

(۲۴۲)

تھیں اس طرف تو محو فغاں زینبؑ حزیں
کوفہ سے لے کے فوج کو پلٹے امامؑ دیں
آئی نظر یہ حالتِ عباسؑ مہ جبیں
دم توڑتا ہے قوتِ بازو سرِ زمیں
ہیں پہلوؤں میں ظلم کے نیزے گڑے ہوئے
بالیں پہ ہیں ستم کے رسالے کھڑے ہوئے

(۲۴۳)

چھٹے یہ حال دیکھ کے دریا کی سمت شاہؑ
حملے سے شاہؑ دیں کے فراری ہوئی سپاہ
آواز دی کہ اے خلفِ ضیغم الٰہ
تنہا ہو ہم سے چھوٹ کے ریتی پر آہ آہ
بھائی سنانِ غم جگر و دل میں گڑ گئی
دریا کی کتنی جلد لڑائی بگڑ گئی

(۲۴۴)

مغلوب تم سے رن میں ستمگار ہو گئے
اعدا کا آب تیغ میں بیڑا ڈبو گئے
غربت میں بخت تشنہ دہانوں کے سو گئے
دریا پر آئے مشک بھری، قتل ہو گئے
ٹھنڈی ہوا پسند بہت تھی دلیر کو
کیا جلد نیند آئی ترائی میں شیر کو

(۲۴۵)

میت کے پاس آئے یہ کہتے ہوئے حسینؑ
تھا رن میں جاں بلب شہؑ مرداں کا نور عین
بیٹھے سرہانے شہؑ، نہ ملا قلب کو جو چین
شانہ ہلا کے کہنے لگے شاہِؑ مشرقین
دل اور تیغ ہجر سے مجروح کر گئے
باقی حیات ہے کہ جہاں سے گذر گئے

(۲۴۶)

اس بڑھنے والے ضعف سے ڈرتے ہیں دل میں ہم
گر ہوشیار ہو تو کہو حال درد و غم
خوں رو رہی ہے نزع میں زخموں کی چشم نم
بیٹھی ہوئی ہے نبض، اُکھڑتا ہوا ہے دم
روئے گا وہ عزیز ہو یا کوئی غیر ہو
کہتی ہیں ہچکیاں کہ جوانی کی خیر ہو

www.emarsiya.com

(۲۴۷)

تیغوں کے زخم دل پہ پڑے ہیں کہاں کہاں
دل کی جراحتوں نے کیا اور نیم جاں
ہوتا ہے کروٹوں پہ لہو زخم سے رواں
پہلو کی کہہ رہی ہے کھٹکتی ہوئی سناں
بڑھتا ہوا ہے درد مٹائے اثر کو کون
باقی نہیں ہیں ہاتھ دبائے جگر کو کون

(۲۴۸)

سر پر پڑا ہے زخم تو تکلیف سر میں ہے
آنکھوں میں تیر درد کی شدت جگر میں ہے
جو ہونے والی ہے وہ تباہی نظر میں ہے
بھائی تمہارے ہجر سے کہرام گھر میں ہے
آواز ہو سکے تو دمِ اضطراب دو
زینبؑ سی نامراد بہن کو جواب دو

(۲۴۹)

کانوں تک آئی جب یہ صدائے شہؑ زماں
ہشیار غش سے ہو گئے عباسؑ نوجواں
جنبش ہوئی خفیف سی ہر لب کو ناگہاں
خم ہو گئے کچھ اور شہنشاہؑ دو جہاں
آواز تھی کہ درد جگر کی دوا یہ تھی
مشتاق دید شاہؑ ہوں پہلی صدا یہ تھی

(۲۵۰)

پنہاں نگاہ سے جو شہہَ ارجمند ہے
کچھ اور اس سے طبع مری دردمند ہے
ہے وہ لبوں پہ دم جو اذیّت پسند ہے
اک آنکھ میں ہے تیر تو اک خوں سے بند ہے
قلب و جگر نہ دید شہؑ دیں کا غم کریں
آنکھوں سے خوں جو پاک امامؑ امم کریں

(۲۵۱)

رومال فاطمہؑ سے ہوا خون رخ جو پاک
غازی نے آنکھ کھول دی با قلب دردناک
کی عرض یہ جری نے کہ اُس زندگی پہ خاک
دیکھے نہ جو حسینؑ کا چہرہ دمِ ہلاک
پھر غم کہاں کا بخت موافق اگر رہے
اُکھڑے جو دم حسینؑ کے زانو پہ سر رہے

(۲۵۲)

دو حسرتیں ہیں دل میں مرے اے امامؑ دیں
پہلی یہ آرزو ہے مری با دلِ حزیں
لے جائے مجھ کو گھر میں نہ زہراؑ کا مہ جبیں
شرمندگی یہ وہ ہے کہ مٹنے کی جو نہیں
تھی فکرِ آب شاہؑ مدینہ کے واسطے
سقّا بنا تھا بالی سکینہؑ کے واسطے

(۲۵۳)

چاہا نہ یہ قضا نے کہ وعدہ وفا کروں
باقی نہیں ہے مشک میں پانی میں کیا کروں
کچھ اور روئے گی جو عیاں مدعا کروں
آمیں کہیں حضور میں حق سے دعا کروں
تحفہ یہ بنتِ شاہؑ مدینہ کو بھیج دے
یا رب تو آبِ سرد سکینہؑ کو بھیج دے

(۲۵۴)

اور دوسری یہ عرض ہے اے قبلۂ امم
سیدانیوں کی ہوگی مری موت وجہِ غم
ڈوبا ہوا جو خوں میں نظر آئے گا علم
ہوگا جنابِ زینبؑ و کلثومؑ کو الم
گھر میں مرے ملال کے ساماں کہیں نہ ہوں
سیدانیوں کے بال پریشاں کہیں نہ ہوں

www.emarsiya.com

(۲۵۵)

مولاؑ سے کر رہے تھے ابھی درد دل بیاں
ناگاہ آئیں نزع میں دو چار ہچکیاں
زردی لہو بھرے ہوئے رخ پر ہوئی عیاں
چپ ہو گئے کراہ کے عباسؑ نوجواں
قدموں پہ سر کو رکھ کے جہاں سے گذر گئے
انگڑائی شیر کی یہ بتاتی ہے مر گئے

(۲۵۶)

میّت گلے لگا کے پکارے یہ شاہؑ دیں
انگڑائی تم نے لی تڑپ اُٹھا دلِ حزیں
جب تک نشاں رہے گا یہ باقی سرِ زمیں
ہم یہ کہیں گے شیر کو موت آئی ہے یہیں
پائے گی جب مکاں سے نشانی مکین کی
لے گی نگاہ جھک کے بلائیں زمین کی

(۲۵۷)

چھوڑا اکیلا بھائی کو اے میرے صف شکن
مقتل میں بعدِ ذبح نہ پائیں گے ہم کفن
جائے گی شام ہو کے اسیرِ ستم بہن
اب ہم ہیں اور دھوپ سے جلتا ہوا ہے بن
تکلیف دیں گے زخمِ تن پاش پاش کو
جنگل سے کون اُٹھائے گا بھائی کی لاش کو

(۲۵۸)

ذاکرؔ کہاں تلک یہ رہے گا بیانِ غم
ہوں گے نہ کم ملالِ شہِؑ آسماں حشم
پھر مدحِ شہؑ کریں گے جو زندہ رہیں گے ہم
اس غم نے دل کی طرح شکستہ کیا قلم
رو دیتے ہیں عدو بھی شہِؑ مشرقین کے
پتھر کو توڑتے ہیں مصائب حسینؑ کے

❀❀❀

الحمدللہ تمام شد ایں مرثیۂ نواز تصنیف ذاکرؔ لکھنوی در حالات مولانا ابو عبداللہ الحسین و مولانا ابوالفضل العباس صلواۃ اللہ و سلامہ علیھما وعلیھم اجمعین الیٰ یوم الدین بہ ساعت سی و یک دقیقہ از روز بتاریخ شانزدہم ماہ رجب المرجب روز جمعہ ۱۳۴۲ھ

الحمد للہ کتابت ایں مرثیہ نو تمام شد بتاریخ بستم و ہفتم ماہ رجب المرجب روز عید بعثت ساعت یازدہ و نیم از روز سہ شنبہ ۱۳۴۲ھ از خط ناقص احقر الکونین سید فرزند حسین ذاکرؔ الملقب بہ دعبل زمان۔

❀❀❀

التماس ترحیم

مومنین کرام سے گزارش ہے کہ ایک بار سورۂ حمد اور تین بار سورۂ توحید کی تلاوت فرما کر جملہ مومنین مرحومین خصوصاً مرزا محمد اکبر ابن مرزا محمد شفیع و حسن جہاں بنت باقر علی خاں کے ارواح کو ایصال فرمائیں۔

محمد عالم

نکّر پرنٹنگ اینڈ بائنڈنگ سینٹر حسین آباد، لکھنؤ

Mohd. Alim

Proprietor

Nukkar Printing & Binding Centre

26-Shareef Manzil, J. M. Road,
Husainabad, Lucknow-3
0522-2253371, 09839713371
e-mail: nukkar.printers@gmail.com